وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ سورہ آل عمران آیت: ۹۷

عورت کا بلا محرم سفرِ حج

مؤلف

پیرزادہ مفتی شمس الدین نور صاحب

استاذ الحدیث جامعہ امام ابو حنیفہؒ

مکہ مسجد آدم جی نگر کراچی

دار الھدیٰ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

مکتبہ دارالہدیٰ

روم نمبر 8 پہلی منزل شاہ زیب ٹیرس نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی۔

۰۳۰۰-۲۱۸۷۴۰۲

کتاب کا نام : عورت کا بلا محرم صفر حج

مولف : پیرزادہ مفتی شمس الدین نور

تاریخ اشاعت : جنوری ۲۰۰۴ء

ناشر : دارالہدیٰ

ملنے کے دیگر پتے

مکتبہ بیت العلم G-28 گراؤنڈ فلور اسٹوڈنٹ بازار، اردو بازار کراچی۔ فون: 7726509

زم زم پبلشرز نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی۔ فون: 7725673-7760374

مدرسہ بیت العلم ST 9-E بلاک نمبر 8 گلشن اقبال کراچی۔ فون: 4976073

صدیقی ٹرسٹ المنظر اپارٹمنٹس لسبیلہ چوک کراچی۔ فون: 7224292

دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی۔ ادارہ اسلامیات، لاہور۔

علمی کتاب گھر اردو بازار، کراچی۔ ادارۃ القرآن، کراچی

قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ، کراچی۔

مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔

مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور۔

مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی۔

بیت القرآن اردو بازار، کراچی۔

مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی۔

مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

مکتبۃ البخاری، بہار کالونی، کراچی

ادارہ اسلامیات اردو بازار، لاہور

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	حج کی فرضیت	۱
۲	حج فرض ہونے کی شرائط	۲
۳	استطاعت سبیل اور اس کی شرح	//
۴	حج کی نفس وجوب اور وجوب ادا کی شرائط میں فرق	۴
۵	ادائیگی حج لازم ہونے کی شرائط کی تفصیلات	۵
۶	راستہ کا پُر امن ہونے کی تفصیلی وضاحت	۶
۷	فرض حج کی ادائیگی میں بلا عذر تاخیر کرنا سخت گناہ ہے۔	۸
۸	عورت کی عزت نفس کی حفاظت کیلئے محرم ہونا شرط ہے۔	۱۰
۹	فرض حج کے علاوہ تمام سفروں میں محرم ہونا لازم ہے۔	//
۱۰	فرض حج میں محرم ہمراہ ہونے میں ائمہؒ کے مسالک	۱۱
۱۱	مالکی اور شافعی مسلک کی تفصیل	۱۳
۱۲	حنبلی مسلک	۱۵
۱۳	جمہور حنفیہ کا مسلک	۱۷
۱۴	محرم کے بغیر سفر کی ممانعت احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں	۲۰
۱۵	ان احادیث میں مدت سفر کے اختلاف کی وضاحت	۲۲
۱۶	مدت سفر کے اس اختلاف میں تین قسم کی احادیث	۲۴
۱۷	ان احادیث سے دو اہم فوائد	//

۱۸	تیسری قسم کی احادیث سے پہلی دو قسم کی احادیث کا تعارض	۲۵
۱۹	متعارض احادیث میں ائمہؒ کی ترجیح	//
۲۰	تینوں قسم کی احادیث میں حنفی تطبیق و ترجیح	۲۶
۲۱	قسم سوم کی احادیث راجح ہونے کی ایک اور وجہ	۲۸
۲۲	فرض حج کے سفر میں بھی محرم ہونا ضروری ہے یا نہیں؟	۲۹
۲۳	محرم لازم نہ ہونے میں فریق اول کے دلائل	//
۲۴	دلائل شوافع پر کلام	۳۲
۲۵	محرم لازم ہونے میں حنفیہ کے دلائل	۳۳
۲۶	حدیث مذکور سے وجوہ استدلال علامہ جصاص حنفی کی نظر میں	۳۴
۲۷	مسلک شافعی پر ایک تنقیدی جائزہ	۳۶
۲۸	ایک اعتراض اور اس کا جواب	۳۸
۲۹	متاخرین علماء شوافع کا رجحان حنفی مسلک کی طرف	۴۳
۳۰	علامہ بغوی شافعی کی رائے	//
۳۱	علامہ ابن المنذر کی رائے	//
۳۲	جدید حجازی اہل فتویٰ کا رجحان حنفی مسلک کے موافق	۴۵
۳۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد ازواج مطہراتؓ کا سفر حج	۴۶
۳۴	ازواج مطہراتؓ کے سفر حج پر شبہات اور جوابات	۴۸
۳۵	سفر حج کے لیے شوہر کی اجازت	۵۳
۳۶	عورت کا محرم کون؟	۵۵
۳۷	عورت کا محرم کے بغیر سفر حج قدیم فقہاء کی روشنی میں	۵۶

اس باب میں برصغیر کے اکابر اھل فتویٰ کی گرامی قدر آراء

۳۸	عورت، پر محرم کا سفری خرچ لازم ہے۔	۵۸
۳۹	عورت کو حج کی ادائیگی کب فرض ہوگی؟	۵۹
۴۰	بوڑھی عورت کو بھی سفر میں محرم ضروری ہے۔	//
۴۱	عورت نے غیر محرم کے ساتھ حج کیا تو......؟	//
۴۲	فرض حج کے لیے شوہر کی اجازت ضروری نہیں	//
۴۳	ہوائی جہاز کے چند گھنٹوں کے سفر شرعی میں بھی محرم ہونا ضروری ہے۔	۶۰
۴۴	چند گھنٹوں کا ہوائی سفر بھی بلا محرم جائز نہیں۔	۶۳
۴۵	علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی رائے گرامی اور ان کا تفرد	//

خواتین کے لیے دیگر اہم مسائل حج

۴۶	عدت کے دوران سفر حج	۶۴
۴۷	کسی عورت کا سفر حج میں انتقال ہو جائے۔؟	۶۶
۴۸	احرام سے حلال ہونے کیلئے بال کتروانا	//
۴۹	چہرے کا احرام اور پردہ	۶۸
۵۰	عورتیں رات کو رمی کر سکتی ہیں۔	۷۲
۵۱	ویزا یا سپورٹ کے لیے رشوت دینا پڑے تو......؟	۷۳
۵۲	سفر حج کے دوران محرم یا شوہر کا انتقال ہو جائے؟	//
۵۳	حالت حیض یا نفاس میں طواف زیارت	۷۶
۵۴	خواتین مردوں سے علیحدہ ہو کر طواف کریں۔	۷۷
۵۵	مخصوص ایام ہوں تو الوداعی طواف چھوڑ سکتی ہے دم بھی واجب نہ ہوگا	۷۸

استفتاء

ایک مالدار خاتون جو فرض حج کی ادائیگی کیلئے سفر کرنا چاہتی ہے لیکن شوہر یا کوئی محرم رشتہ دار اور محرم کے سفری اخراجات میسر نہیں، کیا اس خاتون پر حج کی ادائیگی لازم ہوگی؟ اور کیا بلا محرم ایسی خاتون کو فرض حج کی ادائیگی کیلئے معتمد خواتین حج گروپ کے ساتھ جانا چاہئے یا حج بدل کی وصیت کرنی بہتر ہے؟ جواب مفصل اور مدلل درکار ہے۔ بینوا لتوجروا عند اللہ واللہ عندہٗ حسن الثواب

الجواب

حج کی فرضیت

''حج بیت اللہ'' باجماع امت فرائض اسلام میں سے ایک اہم ترین فریضہ اور عظیم ترین عبادت ہے، جس کی فرضیت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وللہ علی الناس حِجّ البیت من استطاع الیہ سبیلاؕ (آل عمران آیت ۹۷) ترجمہ: اور لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا (فرض اور) اللہ تعالیٰ کا حق ہے جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو، اور جو انکار کرے تو پھر اللہ تعالیٰ جہاں والوں سے بے پرواہ ہے۔ (ترجمہ شیخ لاہوریؒ)

اس آیت کریمہ میں صراحت کے ساتھ حج کی فرضیت بیان کی گئی ہے۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد

مذکور ہے۔ یآ یھا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا (عمدۃ القاری مع بخاری ج ۷ ص ۲۵، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۲۰) ترجمہ: اے لوگو تم پر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حج فرض کیا گیا ہے پس حج کرو۔

حج فرض ہونے کی شرائط

البتہ کسی مکلّف شخص پر حج فرض ہونے میں ذیل کی ان چھ شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، علامہ ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں وشرائط الوجوب ستة علی الاصح الاسلام والبلوغ والعقل والحریة والوقت والاستطاعة (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۹) ترجمہ: حج کے نفس وجوب کیلئے چھ شرائط ہیں اسلام یعنی مسلمان ہونا، عاقل، بالغ، آزاد ہونا، حج کے مہینوں میں (جملہ مصارف حج پر قدرت و استطاعت ہونا۔

یہی جملہ شرائط تمام معتبر کتب فقہ مثلاً ہدایۃ کتاب الحج ج ۱ ص ۲۳۲، بحرالرائق ج ۲ ص ۵۴۴ الحج طبع مکہ مکرمہ، بدائع ج ۲ ص ۱۲۰ الحج وغیرہ میں مذکور ہیں۔ جب کسی شخص میں یہ سب شرطیں پائی جائیں گی تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے اگر یہ تمام شرطیں یا ان میں سے کوئی بھی ایک شرط نہ پائی جائے تو اس پر حج فرض ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں بھی مکلّف شخص پر "من استطاع الیہ سبیلاً" سے "قدرت واستطاعت" کی شرط پر ہی حج فرض کیا گیا ہے۔

استطاعت سبیل اور اس کی شرح

چنانچہ اس قدرت واستطاعت کی تفصیل یہ ہے کہ جس مسلمان مکلّف کے

پاس حج کے مہینوں میں ضروریات اصلیہ (یعنی اپنی ذاتی بنیادی ضروریات) سے فاضل اس قدر مال ہو جس سے وہ بیت اللہ تک آنے جانے اور وہاں کے قیام وطعام کا خرچ برداشت کر سکے اور اپنی واپسی تک ان اہل وعیال کا بھی گھریلو ضروریات کا انتظام کر سکے جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔

آیت بالا میں بھی استطاعت سبیل سے یہی جملہ مصارف حج پر قدرت مراد ہے۔ چنانچہ ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ من استطاع الیہ سبیلاً سے کون سی استطاعت مراد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: السبیل الی الحج ، الزاد والراحلة (ترمذی ج ۱ ص ۱۰۰، تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۶۳۱) ترجمہ: حج بیت اللہ کی استطاعت سے مراد زاد راہ (توشۂ سفر) اور سواری (کا انتظام) ہے۔ ترمذی میں حضرت ابن عمرؓ ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا مایوجب الحج ؟ قال الزاد والراحلة (ایضاً) امام ترمذیؒ نے فرض حج میں زاد وراحلہ کی شرط استطاعت کو ہی جمہور علماء کا مسلک بتایا ہے۔ والعمل علیه عند اهل العلم : ان الرجل اذا ملک زاداً وراحلةً وجب علیه الحج (ترمذی ص ۱۰۰ ج ۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: من ملک زادا وراحلة تبلغه الی بیت الله فلم یحج فلا علیه ان یموت یهودیاً او نصرانیاً (مشکوۃ شریف ج ۱ بروایت ترمذی) ترجمہ: جو شخص اس قدر زادراہ (سفری خرچہ) اور سواری کا مالک ہو جو اسے (حج کیلئے) بیت اللہ تک پہونچاوے (یعنی حج کرنے کی طاقت رکھتا ہو) اور (پھر بھی) وہ حج نہ کرے تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرجانے

(اور بے حج کئے مر جانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

زاد وراحلہ کی یہ متعدد احادیث محدثین کے ہاں سنداً اگرچہ ضعیف ہیں لیکن کثرت طرق کی بناء پر جملہ احادیث کا مضمون صحیح قرار دیا گیا ہے اسی مضمون کی مرفوع احادیث دیگر متعدد صحابہؓ مثلاً حضرت ابن عباسؓ (ابن ماجہ میں) حضرت انسؓ (حاکم مستدرک میں) حضرت عائشہؓ، جابرؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اور عبداللہ بن مسعود ﷺ وغیرہ سے (دار قطنی میں) مروی ہیں۔(دیکھئے اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۶۔البنایہ شرح ہدایہ عینی ج ۴ ص ۱۴۵)

الغرض ان جملہ روایات میں آیت قرآنی "من استطاع الیه سبیلا" کی شرح زاد راہ (توشۂ سفر) اور راحلہ (سواری کے انتظام) سے کی گئی ہے۔ جو کہ حج فرض ہونے کیلئے بنیادی شرائط میں سے ہے اس کے بغیر حج فرض ہی نہیں ہوتا ہے۔

حج کی نفس وجوب اور وجوب ادا کی شرائط میں فرق

البتہ ان چھ شرائط (بشمول زاد وراحلہ) کے پائے جانے کے علاوہ بھی کچھ اور شرائط ہیں جن کا فرض شدہ حج کے وجوب ادا کیلئے پایا جانا ضروری ہے۔ ان دوسری قسم کی شرائط کو فقہاء شرائط وجوب ادا کہتے ہیں، جبکہ پہلی قسم کی شرائط ستہ کو شرائط نفس وجوب کہتے ہیں۔ دونوں قسم کی شرائط میں فرق یہی ہے کہ جب کسی مکلّف شخص میں پہلی قسم کی تمام شرطیں پائی جائیں تو حج فرض ہو جاتا ہے اگر ان میں کوئی بھی ایک شرط نہ پائی جائے تو ایسے شخص پر حج بالکل فرض نہیں ہوتا۔ نہ خود ادائیگی لازم اور نہ حج بدل کی وصیت کرنی لازم ہوتی ہے۔ لیکن اگر پہلی قسم کی جملہ شرائط کے ساتھ دوسری قسم کی

شرائط بھی پائی جائیں یعنی شرائط وجوب حج اور شرائط وجوب ادا سب کی سب پائی جائیں تو خود فریضہ حج ادا کرنا لازم ہے زندگی میں دوسرے سے حج بدل کرانے سے فرض ادا نہ ہوگا۔ ہاں اگر پہلی قسم کی یعنی نفس وجوب حج کی تمام شرائط پائی جائیں لیکن دوسری قسم یعنی وجوب ادا میں سے کوئی شرط نہ پائی جاتی ہو تو پھر خود فریضہ حج ادا کرنا واجب نہیں ہوتا بلکہ ایسی صورت میں اپنی طرف سے کسی دوسرے شخص کو بھیج کر فی الحال حج بدل کرانا یا مرتے وقت اپنے مال میں سے حج بدل کرانے کی وصیت کرنا واجب ہوتا ہے۔ (شامی۔ عمدۃ الفقہ ملخصاً ص ۴۵)

ادائیگیٔ حج لازم ہونے کی شرائط کی تفصیلات

یعنی وہ شرائط جن کی وجہ سے حج کے جملہ اخراجات رکھنے والے مکلّف شخص کو فریضہ حج خود ادا کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ جمہور علماء کے ہاں اس کے لئے (۱) صحت وتندرستی (۲) سلامتی بدن (تا کہ سفر کرنے اور افعال حج خود ادا کرنے پر قدرت واستطاعت ہو) شرط ہے یعنی سخت بیمار یا اپاہج لنگڑا، اندھا یا مفلوج وغیرہ نہ ہو کیونکہ جب ایسے معذور شخص کو اپنے وطن میں چلنا مشکل ہے تو سفر حج پر جانے اور مراسم حج ادا کرنے پر کیسے قدرت ہوگی۔ (معارف القرآن مفتی محمد شفیع صاحبؒ ج ۲ ص ۱۲۲)

اس قسم کے معذور افراد جو فرض حج کی مالی استطاعت رکھتے ہوں لیکن سخت بڑھاپے یا بیماری وغیرہ کی بناء پر سفر کرنے سے قاصر ہیں یہ لوگ اپنی زندگی میں حج بدل کرائیں یا فرض حج کی وصیت کر جائیں دونوں درست ہیں۔ (احکام القرآن تھانویؒ ج ۲ ص ۴۱)

''راستہ کا پُر امن'' ہونے کی تفصیلی وضاحت

اسی طرح (۳) راستہ کا پرامن ہونا بھی فریضہ حج کی ادائیگی واجب ہونے کیلئے شرط ہے پس اگر راستے میں بدامنی ہو جان مال عزت نفس کا خطرہ ہو تو فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے قدرت نہیں سمجھی جائے گی۔ (معارف القرآن ایضاً) کیونکہ یہ دونوں قسم کی شرائط استطاعت سبیل میں شامل قرار دی گئی ہیں۔ ھدایہ میں ہے ولا بُدّ من امن الطریق لان الاستطاعة لاتثبت دونه (ہدایہ ج۱ ص ۲۳۲) ترجمہ: راستہ کا پرامن ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر استطاعت ثابت نہیں ہوتی۔

چنانچہ جمہور ائمہؒ کے ہاں فریضہ حج کے سفر کے دوران اپنی جان، مال، عزت و آبرو پر غالب اطمینان ہونا بھی ضروری ہے۔ علامہ کاندھلویؒ اوجز میں مناسک نووی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: اما الطریق فیشترط امنه فی ثلاثة اشیاء، النفس والمال والبضع فلا یجب علی المرأة حتی تامن علیٰ نفسها (اوجز المسالک علیٰ شرح مؤطا امام مالکؒ ج۸ ص ۱۸۹) (سفر حج کیلئے راستے میں تین امور میں اطمینان ہونا ضروری ہے۔ اپنی جان، مال اور عورت کی اپنی عزت و آبرو چنانچہ عورت جب تک اپنی عزت و آبرو کے بارے میں مطمئن نہ ہو اس پر فریضہ حج کی ادائیگی واجب نہیں ہے۔ شرح مہذب میں علامہ نوویؒ لکھتے ہیں: شرط الامن فی ثلاثة اشیاء النفس والمال والبضع فی حق النساء (بحوالہ البنایہ شرح ہدایہ ج۴ ص ۱۴۸) ترجمہ: امن اور اطمینان کی شرط تین چیزوں میں ضروری ہے جان، مال اور عورت کی عزت وناموس میں۔

دکتور وھبۃ الزحیلی ''الفقہ الاسلامی'' میں مکلّف شخص کیلئے فریضہ حج کی ان دونوں قسم کی شرائط کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔قال الحنفیۃ: الاستطاعة انواع ثلاثة : بدنية ومالية وأمُنِيَه اما الاول فهى صحة البدن فلا حج على المريض والزمن والمقعد والمفلوج والاعمىٰ وان وجد قائداً......الخ واما الثانى فهى ملك الزاد والراحلة ......الخ واما الثالث فهى ان يكون الطريق آمناًبغلبة السلامة ولو بالرشوة وامن المرأة بان يكون معها ايضاً محرم ......او زوج . (الفقہ الاسلامی وادلتہ ج۳ص۲۶) استطاعت سبیل کی تین انواع ہیں ، بدنیہ، مالیہ اوروأمنیہ ،استطاعت بدن سے مراد صحت بدن ہے پس بیمار، اپاہج ،لنگڑا، فالج زدہ اور نابینا پر اگر چہ اپنا راستہ دکھانے والا ساتھ ہو حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے ۔دوسری قسم کی استطاعت راستہ کا جملہ خرچہ اور سواری پر قدرت ہے۔تیسری قسم کی استطاعت یہ ہے کہ راستہ پر امن ہو سلامتی جان کا غالب گمان ہو اگرچہ ظالم احکام کو رشوت دیکر ہی سلامتی واطمینان حاصل ہو جائے ۔ نیز عورت کو اپنی ناموس پر اطمینان ہو بایں طور کہ عورت کے ساتھ اپنا شوہر یا محرم ہو۔ (ایضاً)

ان مختلف عبارات سے واضح ہوا کہ مکلّف پر فریضہ حج کی ادائیگی واجب ہونے کیلئے تندرستی اور سلامتی بدن شرط ہے، نیز راستے کے پر امن ہونے کی شرط بھی بلاخلاف چاروں اماموں کے ہاں مجمع علیہ ہے چنانچہ دوران سفر حج، تینوں امور یعنی جان ،مال اور عورت کی عزت وناموس کے محفوظ ہونے کا غالب اطمینان ہونا بھی ضروری ہے پس اگر کسی شخص یا قافلہ کو سفر حج پر جانے میں اثناء راہ کسی اغواء ڈکیتی ،

قزاقی یا ظالم حکمران کی گرفت یا عورت کو اپنی ناموس کی بے حرمتی کا خوف غالب ہو مثلاً کسی گذرگاہ پر بار بار کے لوٹ مار، اغواء وڈکیتی سے لوگوں کے دلوں میں خوف بیٹھ گیا ہو تو ایسے خوف زدہ لوگوں کیلئے فریضۂ حج مؤخر کرنا جائز ہے تا آنکہ راستے کی امن وسلامتی یقینی ہو جائے لیکن اگر راستے کی بدامنی کی بناء پر ایسے افراد کو زندگی بھر میں حج کرنا ممکن نہ ہوا تو حج بدل کی وصیت لازم ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۷، البحر الرائق ج ۲ ص ۵۵۲)

فرض حج کی ادائیگی میں بلا عذر تاخیر کرنا سخت گناہ ہے۔

البتہ اس طرح کے کسی عذر کے بغیر ہی فریضۂ حج میں تاخیر کرنا سخت گناہ ہے چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رضی اللہ عنہ سے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ: من مات ولم یحج حجة الاسلام لم یمنعه مرض حابس او سلطان جائر او حاجة ظاهرة فلیمت علیٰ ای حال شاء یهودیاً او نصرانیاً (مشکوٰۃ ج ۱، القریٰ محبّ طبری ص ۶۷) ترجمہ: جس شخص کو ایسی بیماری لاحق نہ ہو جو زندگی میں حج کرنے سے روک دے یا ظالم بادشاہ کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ ہو یا واقعۃً کوئی مجبوری حج کرنے میں حائل نہ ہو پھر بھی وہ فریضہ حج ادا کئے بغیر مرجائے تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرجائے۔ (ایضاً) حدیث بالا کا یہی مضمون حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے بھی مسند احمد میں منقول ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ: رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس سفر حج کے اس قدر ضروری مصارف اور سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے اور پھر وہ حج کئے بغیر مر جائے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: اللہ تعالیٰ (کی رضا) کیلئے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ (تحفۃ الاحوذی مع سنن ترمذی ج ۳ ص ۶۳۰ باب ماجاء فی التغلیظ فی ترك الحج مشکوٰۃ شریف ج ا ص ۲۲۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد مروی ہے کہ: کوئی فرق نہیں کہ وہ شخص یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے، چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ (آپؓ نے یہ کلمات اس شخص کیلئے تین دفعہ ذکر فرمائے) جو شخص جو فریضہ حج کی استطاعت رکھنے اور راستے کے پر امن ہونے کے باوجود حج کئے بغیر مر گیا۔ (القری فی محبّ طبری ص ۶۷)

ان احادیث میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ فرض حج پر جانے کی استطاعت رکھنے کے باوجود جو لوگ حج نہ کریں ان کا اس حالت میں مرنا اور یہودی یا عیسائی ہو کر مرنا گویا برابر ہے۔ (معاذ اللہ) یہ بالکل ایسی ہی وعید ہے کہ جیسے بے نمازی مسلمان کو کفر و شرک کے قریب کہا گیا۔

البتہ یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان احادیث کے بارے میں علماء کرام کی تحقیق یہی ہے کہ حج کی استطاعت کے باوجود بلا عذر حج کئے بغیر مرنے والا سخت گنہگار تو ہے لیکن اس سے کوئی یہودی یا کافر نہیں ہوتا البتہ فرضیت حج کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (القری لقاصد اُمّ القُری فی محبّ طبری ص ۶۷) نیز ان احادیث سے

یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص حج فرض ہونے کے بعد کسی شدید بیماری یا جسمانی معذور یا سخت ضرورت مثلاً عورت قریب الولادت ہونے یا بچے کو دودھ پلانے یا معذور و بیمار والدین کی خدمت گاری یا اس قدر بڑھاپا کہ سفرِ حج میں سواری پر خود سوار نہ ہوسکے یا راستے میں سخت بدامنی اور خوف ہونے ...... جیسے مجبوریوں کی بناء پر فریضہ حج پر نہ جاسکے تو حدیث مذکور کی اس وعید کا مستحق نہ ہوگا۔ (اعلاء السنن ملخصاج ۱۰ ص ۸)

عورت کی عزت نفس کی حفاظت کیلئے محرم ہونا شرط ہے۔

الغرض حج کی فوری ادائیگی لازم ہونے کیلئے دیگر شرائط کی طرح تندرستی، سلامتیٔ بدن اور راستہ کا پرامن ہونا بھی ضروری ہے یہ جملہ شرائط مرد وعورت دونوں کیلئے یکساں ہیں۔ خصوصاً آخری شرط ''راستہ کا پرامن ہونا'' عورتوں کیلئے زیادہ اہم ہے چنانچہ عورت کیلئے بھی اپنی ذات اور عزت و ناموس کے بارے میں خاطر خواہ اطمینان ہونا ضروری ہے اگر سفرِ حج میں تنہا (بلا محرم) جانے سے کسی بے عزتی کا خوف غالب ہو تو فریضہ حج میں عورت بھی دیگر معذورین کی طرح تاخیر کرسکتی ہے چونکہ محرم یا شوہر کے بغیر تنہا سفر کرنے میں عورت کے ساتھ اس خدشہ کا غالب امکان ہوتا ہے اس لئے جمہور فقہاء اسلام نے (صریح احادیث صحیحہ کی بناء پر) عورت کے ہمراہ اس کا محرم یا شوہر ہونا ضروری قرار دیا ہے۔

فرض حج کے علاوہ تمام سفروں میں محرم ہمراہ ہونا لازم ہے۔

چنانچہ اس بارے میں کسی بھی عالم کا اختلاف نہیں کہ فرض حج کے سوا ہر قسم

کے دنیوی ودینی اغراض کے سفر میں عورت کے ہمراہ اس کا کوئی محرم یا شوہر ہونا لازم اور ضروری ہے محرم یا شوہر کے بغیر سفر کرنا خواہ عمرہ یا نفلی حج ہی کا ہو حرام اور ناجائز ہے۔علامہ نوویؒ شرح مسلم میں لکھتے ہیں: **قال الجمهور : لایجوز لها الخروج (لحج التطوع وسفر الزيارة والتجارة ونحو ذلك من الاسفار التي ليست بواجبة) الامع زوج او محرم لاحاديث الصحيحه** (شرح مسلم نوویؒ ج۵ ص۸۸)

ترجمہ: جمہور ائمہ اسلام کہتے ہیں کہ عورت کیلئے گھر سے کسی سفر (خواہ نفل حج یا عمرہ ہو یا زیارۃ وتجارت ہو یا اس کے علاوہ کوئی بھی سفر) میں بغیر شوہر یا محرم کے نکلنا احادیث صحیحہ میں ممانعت کی بناء پر جائز نہیں ہے۔(شرح مسلم نوویؒ) علامہ بدر الدین عینی الحنفی البنایہ میں لکھتے ہیں کہ: **واتفقوا علیٰ انها لاتخرج بغير محرم فی غير الفرض** (البنایۃ شرح ہدایہ ج۴ ص۱۴۹) ترجمہ: جمہور ائمہ کرام کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ فرض حج کے علاوہ کسی بھی سفر شرعی میں عورت کو بغیر محرم نکلنا حرام ہے۔

اسی طرح دیگر فقہاء ومحدثین نے بھی تصریح کی ہے کہ فرض حج کے سوا دیگر دینی دنیوی اسفار میں محرم یا شوہر کا ہمراہ ہونا بالاجماع سب کے ہاں ضروری ہے۔

فرض حج میں محرم ہمراہ ہونے میں ائمہ کرامؒ کے مسالک

البتہ فرض حج کے سفر کیلئے محرم ساتھ ہونا ضروری ہے یا نہیں اس میں ائمہ کا قدرے اختلاف ہے بعض نے محرم یا شوہر ہمراہ ہونے کو ضروری قرار نہیں دیا جبکہ اکثر

ائمہ وفقہاء اور محدثین نے دیگر سفروں کی طرح فرض حج کے سفر کیلئے بھی محرم یا شوہر ہمراہ ہونے کو شرط اور ضروری قرار دیا ہے۔ چنانچہ ائمہ کے اس اختلاف کو علامہ ابن رشد مالکیؒ بدایۃ المجتہد میں اس طرح بیان کرتے ہیں۔ اختلفوا هل من شرط الوجوب على المرأة ان يكون معها زوج اومحرم منها .... وقال ابو حنيفة واحمد رحمهما الله وجماعة ان وجود ذى المحرم ومطاوعته لها شرط فى الوجوب (بداية المجتهد)

ترجمہ: ائمہؒ میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا فرض حج کی فوری ادائیگی میں عورت کیلئے شوہر یا اس کا محرم رشتہ دار ہمراہ ہونا شرط ہے۔ چنانچہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ محرم یا شوہر ہونا شرط نہیں ہے عورت "قابل اعتماد خواتین حج گروپ" کیساتھ بھی حج کیلئے جاسکتی ہے، البتہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کہتے ہیں کہ عورت کیساتھ محرم یا شوہر ہونا شرط ہے۔

نیز علامہ نوویؒ شرح مسلم میں رقمطراز ہیں کہ: قال مالك والاوزاعى والشافعى رحمهم الله تعالىٰ فى المشهور عنه لايشترط المحرم بل يشترط الامن على نفسها قال اصحابنا يحصل الامن بزوج او محرم او نسوة ثقات ولا يلزمها الحج عندنا الا باحد هٰذه الاشياء .... وهو المشهور من نصوص الشافعى وجماهير اصحابه (شرح مسلم نوویؒ ج ۵ ص ۸۸)

ترجمہ: امام مالک، اوزاعی اور مشہور روایت کے مطابق امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں محرم شرط نہیں ہے بلکہ عورت کا اپنی ذات کے بارے میں خاطر خواہ

اطمینان ہونا شرط ہے ہمارے اصحاب شافعیہ کا کہنا ہے کہ عورت کو یہ اطمینان اپنے شوہر یا محرم یا ثقہ اور معتمد عورتوں کی جماعت ہمراہ ہونے سے ہوسکتا ہے اس لئے ان تین میں سے کسی ایک کی رفاقت میسر ہونے پر ہی حج کی ادائیگی لازم ہوگی۔ امام شافعیؒ اور ان کے اصحاب کے نصوص کے مطابق یہی روایت ان سے مشہور ہے۔

مالکی اور شافعی مسلک کی تفصیل

علامہ ابن رشد مالکیؒ اور علامہ نوویؒ کے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہوا کہ بعض فقہاء کے ہاں فریضہ حج کی فوری ادائیگی کیلئے عورت کے ہمراہ محرم یا اس کا شوہر ہونا شرط نہیں بلکہ اس کے بغیر بھی عورت پر فریضہ حج کی ادائیگی لازم ہوگی بشرطیکہ عورت کا یہ سفر حج ایسے ثقہ رفقاء کے ساتھ ہو جن میں قابل اعتماد عورتیں بھی ہوں ان حضرات ائمہؒ کے ہاں سفر حج کے دوران عورت کو اپنی عزت و ناموس کے بارے میں خاطر خواہ اطمینان ہونا ضروری ہے خواہ عورت کو یہ اطمینان اپنے کسی محرم رشتہ دار یا شوہر ساتھ ہونے کی وجہ سے ہو یا عورتوں کی قابل اعتماد ثقہ جماعت ساتھ ہونے ہی سے حاصل ہو۔ محرم یا شوہر ہی ساتھ ہونا شرط نہیں ہے یہی امام شافعیؒ کی مشہور روایت اور امام مالکؒ و اوزاعیؒ کا مسلک ہے۔

امام شافعیؒ کی اس مشہور روایت کے مطابق "نسوۃ ثقات (قابل اعتماد خواتین کا حج گروپ)" شرط ہے (اگرچہ اس شرط پر موصوف کے پاس کوئی بھی شرعی دلیل نہیں جیسا کہ عنقریب آئے گا انشاء اللہ) پھر ثقات کی تشریح میں امام شافعیؒ سے مختلف روایات ہیں بقول علامہ عسقلانیؒ حاجن عورت کے سوا کم از کم تین دیندار ثقہ عورتوں کا گروپ ہونا ضروری ہے جبکہ علامہ ہی کے بقول حاجن عورت سمیت تین

دیندار خواتین کا ہونا بھی کافی ہے کتاب الام میں امام شافعیؒ کی تصریح ہے کہ ایک ثقہ عورت بھی ساتھ ہو تو کافی ہے یہی شرح مہذب اور شرح مسلم میں علامہ نوویؒ نے بھی لکھا ہے۔ پس اگر قابل بھروسہ ایک خاتون بھی ساتھ ہو سکتی ہو تو عورت پر حج لازم ہوگا اور فریضہ حج کی ادائیگی میں تاخیر کرنا جائز نہ ہوگا۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں: وقال البعض یلزمها بوجود امرأة واحدة ثقة (شرح مسلم نوویؒ ج۵ ص۸۹) بعض شافعیؒ علماء کا کہنا ہے کہ ایک دیندار معتمد عورت بھی ہمراہ جانے کیلئے میسر ہو تو حج کی فوری ادائیگی لازم ہے۔ حافظ الدنیا علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کے بقول عورت کو اپنی ذات پر اطمینان ہو تو تنہا بھی سفر حج کر سکتی ہے۔ فتح الباری میں لکھتے ہیں: وفی قول نقله الکرابیسی وصححه فی المهذب تسافر وحدها اذا کان الطریق آمناً وهذا کله فی الواجب من حج او عمرة (فتح الباری ج۴ ص۵۵۷) علامہ کرابیسیؒ کے مطابق امام شافعیؒ کا ایک قول جس کو امام نوویؒ نے مہذب میں صحیح قرار دیا ہے یہ ہے کہ اگر راستہ میں (دوران سفر حج) امن ہو تو عورت تنہا بھی سفر حج کر سکتی ہے لیکن (محرم کے بغیر ثقہ عورتوں کے گروپ یا تنہا عورت کا سفر) یہ صرف فرض حج یا واجب عمرہ میں ہے۔ (نفلی حج عمرہ میں محرم کے بغیر بہر صورت سفر جائز نہیں۔)

بہر حال عورت کے سفر حج کے بارے میں امام شافعیؒ کی یہ مختلف روایات ہیں جن کے بارے میں مزید کلام آگے آئے گا۔

☆۞☆۞☆

حنبلیؒ مسلک

اس بارے میں امام احمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ محرم یا شوہر میسر نہ ہونے کی صورت میں عورت پر حج فرض ہی نہیں ہوتا، خواہ سفری مسافت کم ہو یا زیادہ۔ چنانچہ اگر حج کی ادائیگی کیلئے محرم موجود نہ ہو یا محرم اور شوہر ساتھ جانے کیلئے تیار نہ ہوں یا اس قدر خرچ مانگتے ہوں کہ عورت ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو امام احمدؒ کے ہاں عورت پر حج واجب ہی نہیں ہوتا ہے کیونکہ شرعاً عورت کو محرم یا شوہر کے بغیر سفر کرنے کی ممانعت کردی گئی ہے۔ لہٰذا عورت تب ہی صاحب استطاعت سمجھی جائیگی جب محرم یا شوہر ہمراہ جانے کیلئے میسر ہو۔ چنانچہ موفق ابن قدامہ حنبلیؒ المغنی میں لکھتے ہیں کہ **ظاهره ان الحج لا يجب على التى لا محرم لها وقد نص عليه احمد فقال ابو داؤد: قلت لاحمدؒ: امرأة موسرة لم يكن لها محرم هل يجب عليها الحج ؟قال: لا وقال ايضاًان المحرم من السبيل ......** (المغنی لابن قدامہ ج ۳ ص ۱۹۲ طبع بیروت) ترجمہ: ظاہری نص یہی ہے کہ ایسی عورت پر حج واجب نہیں ہوتا جس کا کوئی محرم نہ ہو، اسی کی تصریح امام احمد بن حنبلؒ نے فرمائی ہے، چنانچہ امام ابو داؤد فرماتے ہیں، میں نے امام احمدؒ بن حنبل سے پوچھا کہ ایک مالدار عورت جس کا کوئی محرم یا شوہر نہیں کیا اس پر حج واجب ہوگا؟ فرمایا: نہیں۔ نیز فرمایا کہ محرم یا شوہر میسر ہونا استطاعت سبیل میں شامل ہے۔ یہی قول حسن بصریؒ، ابراہیم نخعیؒ، اسحاق بن راہویہؒ، ابن المنذرؒ اور جملہ اصحاب رائے کا ہے۔

امام احمدؒ کی اس تصریح سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ محرم نہ ہونے کی صورت

میں حج فرض ہی نہیں ہوتا ہے جیسے زاد وراحلہ کے بغیر حج فرض نہیں ہوتا۔ پس محرم کی شرط نفس وجوب کی شرط ہوئی، چنانچہ امام احمدؒ سے ایک روایت یہی ہے کہ یہ نفس وجوب کی شرط ہے اسی طرح کی ایک روایت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۶) امام احمدؒ سے دوسری روایت یہ ہے کہ محرم کی شرط وجوب ادا یعنی فوری ادائیگی لازم ہونے کیلئے ہے۔ **وعن احمدؒ ان المحرم من شرائط لزوم السعی دون الوجوب فمتی فاتها الحج بعد کمال الشرائط بموت او مرض لایرجی برؤه اخرج عنها حجة ...... وانما المحرم لحفظها** (المغنی ج ۳ ص ۱۹۲ طبع بیروت) ترجمہ: امام احمدؒ سے دوسری روایت ہے کہ محرم کی شرط سعی الی الحج یعنی سفر حج پر نکلنے کیلئے ہے نہ کہ حج فرض ہونے کیلئے چنانچہ نفس وجوب کی شرائط مکمل ہونے کے بعد اگر بیماری یا انتقال یا محرم نہ ہونے (یا اور کوئی عذر شرعی) کی بناء پر حج پر نہ جاسکا تو فریضہ حج سے عہدہ برآنہ ہوسکے گا (بلکہ اس کے ذمہ فرض حج باقی رہے گا۔) لہٰذا حج بدل کی وصیت لازم ہوگی کیونکہ محرم ساتھ ہونے کی شرط صرف حفاظت ناموس کے خاطر ہے۔

موفق ابن قدامہؒ کی تصریح کے مطابق امام احمدؒ کی صحیح روایت یہی ہے کہ محرم نفس وجوب کی شرط نہیں بلکہ وجوب ادا کی شرط ہے، نیز امام اعظم ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کی ظاہر الروایت بھی یہی ہے کہ محرم ہونا وجوب ادا کی شرط ہے (احکام القرآن للجصاصؒ ج ۲ ص ۴۱۔ اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۶)

جمہور حنفیہؒ کا مسلک

جمہور حنفیہؒ کا مسلک اس بارے میں یہ ہے کہ مکہ مکرمہ سے تین دن (یا ۷۷ کلومیٹر) کی دوری پر رہنے والی عورت کیلئے شوہر یا محرم کے بغیر سفر حج پر جانا حرام ہے کیونکہ فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے سفر میں عورت کیساتھ محرم ہونا شرط ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب ہدایۃ اور اس کی شرح البنایۃ میں علامہ عینیؒ کی تصریح ہے کہ **ویعتبر فی المرأۃ ان یکون لھا محرم تحج بہ او زوج ولا یجوز لھا ان تحج بغیرھما اذا کان بینھما وبین مکہ مسیرۃ ثلاثۃ ایام** (ہدایہ ج۱ ص۲۳۳) ترجمہ: عورت کیلئے ضروری ہے کہ وہ خاوند یا اپنے محرم کے ہمراہ سفر حج میں جائے۔ اگر اس کے گھر اور مکہ مکرمہ کے درمیان تین دن یا زائد کا سفر ہو تو اسکے لئے خاوند یا محرم کے بغیر حج کرنا جائز نہ ہوگا۔ **وھو شرط الاداء دون الوجوب وبہ قال احمدؒ وھو الصحیح** ...... (البنایۃ ج۴ ص۱۴۸) علامہ محبؒ الدین طبری المتوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں کہ **اختلف العلماء فی اعتبار ذی المحرم فجعلہ ابو حنیفۃ من جملۃ الاستطاعۃ ووافقہٗ اصحاب الحدیث وھو قول النخعیؒ والحسن البصریؒ وبہ قال الثوریؒ واحمدؒ وھو احد قولی الشافعیؒ** (القریٰ محبؒ طبری شافعیؒ ص۷۰۔ کذا فی نیل الاوطار شوکانیؒ ج۴ ص۳۲۵) ترجمہ: عورت کیلئے محرم کی شرط معتبر ہونے میں ائمہؒ نے اختلاف کیا ہے امام ابوحنیفہؒ نے محرم ہونے کو استطاعت کے جملہ شرائط میں سے ایک شرط قرار دیا ہے، جملہ محدثینؒ نے ان کی ہی موافقت کی ہے۔ اور یہی قول نخعیؒ، حسن بصریؒ، کا ہے،

سفیان ثوریؒ، امام احمدؒ، اسحاق بن راہویہؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ امام شافعیؒ کی ایک روایت بھی یہی ہے۔

حنفیؒ مسلک کے مطابق مکہ مکرمہ سے مسافت سفر کی مقدار دوری پر رہنے والی مالدار عورت پر فریضہ حج کی ادائیگی تب ہی لازم ہوگی جب اس کا محرم یا شوہر ساتھ جانے کیلئے میسر ہو چنانچہ اگر محرم میسر نہیں یا محرم یا شوہر تو ہے لیکن عورت کو صرف اپنے مصارف حج ہیں اپنے محرم یا شوہر کے مصارف حج برداشت نہیں کر سکتی تو اس کیلئے شرعی حکم یہی ہے کہ ادائیگی حج کی شرط (محرم) نہ پائے جانے کی بناء پر وہ انتظار کرتی رہے تا آنکہ محرم کا بندوبست ہو جائے یا محرم کے اخراجات کا بندوبست ہو جائے۔ اگر زندگی بھر محرم کا بندوبست نہ ہو سکے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ مرنے سے قبل یا حج بدل کرائے یا حج بدل کی وصیت کر جائے تا کہ لواحقین اس کی طرف سے حج بدل کرا سکیں جیسا کہ...... معذورین، مثلاً نابینا، لنگڑا، یا مفلوج، یا کمزور بوڑھے شخص جو زاد و راحلہ (مصارف حج) رکھتے ہوں کا یہی حکم ہے کہ اگر فریضہ حج پر خود جانے کی طاقت نہیں تو زوال عذر تک یہ معذورین بھی انتظار کریں ورنہ حج بدل پر دوسرے کو بھیج دیں یا مرنے سے قبل وصیت کر جائیں یہی جمہور حنفیہؒ اور حنابلہؒ کا مسلک ہے کیونکہ فرض حج کی فوری ادائیگی لازم ہونے کیلئے جس طرح تندرستی، سلامتی بدن اور راستہ کا پر امن ہونا ضروری ہے اسی طرح عورت کیلئے محرم ہونا بھی شرط ہے اور استطاعت سبیل میں شامل ہے چنانچہ علامہ محب طبریؒ کی القریٰ لقاصد ام القریٰ میں یحییٰ بن عیارؒ کا بیان ہے کہ علاقہ ریّ والوں میں سے ایک عورت نے اس وقت کے مشہور تابعی عالم حضرت ابراہیم نخعیؒ کو لکھا کہ میں ایک مالدار عورت ہوں مجھ پر حج فرض ہے

ابھی تک میں نے فریضہ حج ادا نہیں کیا ہے میرے ساتھ کوئی محرم نہیں ہے میرے لئے کیا حج پر جانا واجب ہے؟ جواب میں ابراہیم نخعیؒ نے لکھا: **انک ممن لم یجعل الله له سبیلاً** (القریٰ ص ٦٩)

ترجمہ: آپ کیلئے اللہ تعالیٰ نے ابھی (استطاعت حج کی) سبیل پیدا نہیں فرمائی۔ (لہٰذا حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے۔)

اسی طرح حسن بصریؒ تابعی سے ایسی ہی ایک مالدار عورت کے متعلق پوچھا گیا جس کا نہ کوئی محرم ہے کیا وہ تنہا فریضہ حج پر جا سکتی ہے؟ **قال : لاتحج الا مع ذی محرم** (ایضاً) فرمایا: نہیں وہ محرم (یا نکاح کر کے اپنے شوہر) ہی کے ساتھ حج پر جائے۔

امام ترمذیؒ سنن ترمذی میں اس مالدار عورت کے متعلق جس کو سفر حج کیلئے محرم میسر نہیں فرماتے ہیں: **لایجب علیها الحج لان المحرم من السبیل** (تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۱۷۳) بعض اہل علم کا مسلک ہے کہ اس پر حج (پر جانا) فرض نہیں ہوگا کیونکہ محرم ہونا استطاعت سبیل میں شامل ہے۔

مذاہب ائمہؒ کی اس تفصیل سے با آسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک آدھ امام کے سوا جملہ محدثینؒ وائمہ کرام اس بات کے قائل ہیں کہ فریضہ حج کے سفر میں بھی عورت کے ہمراہ محرم یا شوہر ہونا شرط اور استطاعت سبیل میں داخل ہے محرم کے میسر نہ ہونے کی صورت میں حج پر جانا نہ ہی لازم اور نہ ہی جائز ہے۔ لہٰذا محرم یا شوہر کے بغیر عورتوں کو علی الاطلاق کسی قسم کا سفر کرنا ناجائز اور حرام ہے، خواہ عورت جواں ہو یا بوڑھی، سفر چھوٹا (مثلاً ۸۰ کلومیٹر) ہو یا بڑا۔ کسی بھی حالت میں تنہا سفر حرام ہے کیونکہ

متواتر المعنی احادیث میں آنحضرت ﷺ نے سخت منع فرمایا ہے۔

محرم کے بغیر سفر کی ممانعت احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں

(۱) چنانچہ بخاری و مسلم میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ان النبی ﷺ قال : لاتسافر المرأة ثلثة ایام الامع ذی محرم (صحیح بخاری باب فی کم تقصر الصلاة بحوالہ فتح الباری ج ۳ ص ۴ ۲۷)

ترجمہ: کوئی عورت بغیر محرم کے تین دن (تین مراحل) کا سفر نہ کرے۔

(۲) صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قال رسول الله ﷺ : لایحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر ان تسافر سفراً یکون ثلاثة ایام فصاعداً الا ومعها ابوها او اخوها او زوجها او ابنها او ذومحرم منها (صحیح مسلم باب سفر المرأة)

ترجمہ: جس عورت کا اللہ کی ذات اور روز قیامت پر ایمان ہو اس کو تین دن یا اس سے زائد اپنے والد یا بھائی یا شوہر یا بیٹا یا کوئی بھی اپنا محرم ہمراہ لئے بغیر سفر کرنا جائز نہیں ہے۔

(۳) صحیح مسلم میں حضرت ابن عمرؓ سے متعدد طرق سے یہ مروی ہے کہ: عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال : لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر تسافر ثلاث لیال الا ومعها ذو محرم (ایضاً بحوالہ شرح نوویؒ ص ۸۷ ج ۵ طبع بیروت)

ترجمہ: جو عورت اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو اس کو اپنے محرم کے بغیر تین

دن کا سفر کرنا حلال نہیں ہے۔

(۴) صحیح بخاریؒ میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: لاتسافر المرأة الا مع ذی محرم ولایدخل علیها رجل الا ومعها محرم (صحیح بخاری باب حج النساء مع فتح الباری ج ۴ ص ۵۵۳) ترجمہ: کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے اور کوئی مرد کسی عورت کیساتھ اس کے محرم کے بغیر خلوت میں نہ ہو۔

(۵) صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت ہے کہ عن النبی ﷺ قال: لایحل لامرأة ان تسافر ثلاثاً الا ومعها ذو محرم منها (شرح مسلم باب سفر المرأة مع محرم ج ۵ ص ۹۰ طبع بیروت) کسی عورت کیلئے اپنے محرم کے بغیر تین دن کا سفر کرنا جائز نہیں ہے۔

(۶) مجمع الزوائد میں حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے کہ قال رسول الله ﷺ: لاتسافر المرأة فوق ثلاث الا مع ذی محرم (رواہ ج ۳ ص ۴۸۹) کوئی عورت تین دن سے زیادہ بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔

ان جملہ احادیث صحیحہ میں صراحت کیساتھ عورت کو بلا محرم سفر کرنے کی ممانعت مذکور ہے۔ چنانچہ اسی مضمون کی بہت سی دیگر احادیث صحاح ستہ و دیگر کتب حدیث میں متعدد اور متواتر المعنی سندوں سے مروی ہیں۔ مثلاً ابوداؤد شریف المناسک باب المرأة تحج بغیر محرم ص...... ترمذی شریف الرضاع .... مسند احمدؒ بن حنبل ج ۲ ص ۲۵۰، ابن ماجہ المناسک باب المرأة تحج بغیر ولی ص...... مجمع الزوائد ھیثمی ج ۳ ص ۴۸۹، حدیث نمبر ۴۸۰۷ وغیرہ۔

ان احادیث میں مدت سفر کے اختلاف کی وضاحت

البتہ ان مذکورہ بالا تمام احادیث میں عورت کو تین دن کی مسافت تک بلامحرم (تنہا) سفر کرنے کی ممانعت ہے جبکہ صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کی بعض روایات میں دو دن اور بعض میں ایک دن اور ابوداؤد کی حدیث میں ایک برید (یعنی ۱۲ میل شرعی کی مسافت تک بھی بلامحرم سفر کرنے کی ممانعت ہے۔ مثلاً حضرت ابو ہریرۃؓ کی اس روایت بخاری میں ایک دن کا ذکر ہے۔ قال رسول الله ﷺ :لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر ان تسافر مسیرة یوم ولیلة لیس معها حرمة وفی روایة لمسلم الا مع ذی محرم علیها (بخاری کتاب تقصر الصلاۃ بحوالہ فتح الباری ج ۳ ص ۴۷۲۔ مسلم شرح نوویؒ ج ۵ ص ۹۱)

صحیح بخاری میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں دو دن رات کا ذکر ہے ان ابا سعیدؓ قال اربع سمعتهن من رسول الله ﷺ فاعجبننی وآنقننی ان لا تسافر امرأة مسیرة یومین لیس معها زوج او ذو محرم ....(صحیح بخاری باب حج النساء) ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے چار باتیں سنی تھیں اور چاروں مجھے پسند آئیں حضور ﷺ نے محرم یا شوہر کے بغیر عورت کو دو دن کا سفر کرنے سے (بھی) منع فرمایا ہے۔

سنن ابوداؤد میں حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت میں ایک برید کا ذکر ہے۔ قال رسول الله ﷺ: لاتسافر المرأة بریداً الا مع ذی محرم (بحوالہ عمدۃ القاری ج ۵ ص ۳۸۷) حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی عورت محرم کے بغیر ایک برید کا

سفر بھی نہ کرے۔

اس قسم کی دیگر احادیث حضرت ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، اور ابوسعید خدریؓ وغیرہ سے بھی مروی ہیں۔علامہ نوویؒ نے ان جملہ روایات کو اس طرح بیان کیا ہے۔قولہ ﷺ (۱) لا تسافر المرأة ثلاثاًالا ومعها ذو محرم (۲) وفی روایة فوق ثلاث (۳) وفی روایة ثلاثة (۴) وفی روایة لایحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر تسافر مسیرة ثلاث لیال الا ومعها ذو محرم (۵) وفی روایة لا تسافر المرأة یومین من الدهر الا ومعها ذو محرم منها او زوجها (۶) وفی روایة نهیٰ ان تسافر المرأة مسیرة یومین (۷) وفی روایة لا یحل لامرأة مسلمة ان تسافر مسیرة لیلة الا ومعها ذوحرمة منها (۸) وفی روایة لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر تسافر مسیرة یوم الا مع ذی محرم (۹) وفی روایة مسیرة یوم ولیلة (۱۰) وفی روایة لا تسافر امرأة الا مع ذی محرم ....هذه روایات مسلم (۱۱) وفی روایة ابی داوٗد لا تسافر بریداًوالبرید مسیرة نصف یوم .(شرح مسلم نوویؒ باب سفر المرأة مع محرم الیٰ حج وغیرہ ج ۵ ص ۸۷ طبع بیروت) طبرانی میں ابن عباسؓ کی روایت میں تین میل کا ذکر بھی ہے لاتسافر المرأة ثلاثة امیال الا مع زوج او ذی محرم (نیل الاوطار شوکانیؒ ج ۴ ص ۳۳۵)

ان احادیث میں پہلی دس احادیث سب صحیح مسلم میں ہیں۔اور بعضے صحیح بخاری کتاب تقصیر الصلاة اور کتاب جزاء الصید میں موجود ہیں۔

مدت سفر کے اس اختلاف میں تین قسم کی احادیث

یہ جملہ احادیث ممانعت سفر کے لحاظ سے تین طرح کی ہیں۔

اول: وہ احادیث جن میں کسی خاص مدت سفر کے ذکر کے بغیر ہی ہر قسم کے چھوٹے بڑے سفر کی ممانعت ہے۔

دوم: وہ تمام احادیث جن میں تین دن سے کم کی مسافت کے سفر کی ممانعت کا ذکر ہے۔

سوم: وہ احادیث جن میں تین دن یا اس سے زائد مدت سفر میں عورت کو بلا محرم نکلنے کی ممانعت ہے۔ یہی تیسری نوع کی روایات سنداً قوی ترین اور متواتر ہیں (اعلاء السنن ص ۹ ج ۱۰، طبع ادارۃ القرآن کراچی)

ان احادیث سے دو اہم فوائد

نتیجہ کے طور پر اول تو ان جملہ احادیث کے عموم سے ہر طرح کے سفر (مثلاً تفریح، طلب علم، زیارت و تجارت یا ملازمت، دعوت و تبلیغ اور حج و عمرہ وغیرہ سب) میں عورت کیساتھ اپنا محرم یا شوہر ہونا ضروری معلوم ہوا جیسا کہ یہی حنفیہ کا مسلک ہے۔

دوم یہ کہ ان احادیث میں بعض میں صراحت ہے کہ تین دن یا اس سے زائد کے سفر میں محرم ہونا لازم ہے جس کے مفہوم مخالف سے تین دن یا تین مراحل سے کم کے سفر میں محرم کے بغیر عورت کا نکلنا جائز معلوم ہوا۔ جیسا کہ فقہ حنفیہ کی مشہور ترین کتاب ھدایہ میں ہے کہ "عورتوں کو بغیر خاوند یا محرم کسی ایسی جگہ کا سفر کرنا مباح

وجائز ہے جس کی مسافت سفر شرعی تین دن (یعنی تین مراحل یا ۴۸ میل مساوی ۷۷کلومیٹر) سے کم ہو۔" ھدایہ (ج ا ص ۲۳۳) لہٰذا "ثلاثۃ ایام" والی احادیث سے تین دن سے کم کا سفر جائز ہوا۔

تیسری قسم کی احادیث سے پہلی دو قسم کی احادیث کا تعارض

لیکن ان میں بعض دیگر احادیث سے دو دن اور بعض سے ایک دن اور بعض سے ایک برید (یعنی ۱۲ میل شرعی) اور بعض احادیث میں تین میل (کذا فی نیل الاوطار) تک کا سفر بھی عورت کیلئے بغیر محرم کے ممنوع ہونا معلوم ہو رہا ہے۔ نیز پہلی قسم کی روایات سے معمولی سفر میں بھی بلا محرم نکلنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اس لحاظ سے تیسری قسم یعنی "ثــلاثۃ ایـــام" والی احادیث سے پہلی قسم (یعنی بلا تحدید والی احادیث) بلا تحدید اور دوسری قسم (یعنی) "مـادون الثلاث" والی احادیث کا تعارض ہوا جس کا حل ان شاء اللہ عنقریب آئے گا۔

متعارض احادیث میں ائمہؒ کی ترجیح

چنانچہ احادیث بالا میں اس اختلاف کی بناء پر ائمہ مجتہدینؒ کی آراء میں بھی اختلاف ہوا ہے کہ کس قدر مسافت سفر کی دوری کیلئے عورت کے ساتھ محرم ہونا ضروری ہے۔ اکثر ائمہ حضراتؒ نے چھوٹے بڑے ہر سفر میں محرم ہونا ضروری قرار دیا ہے امام احمد بن حنبلؒ کی مشہور روایت یہی ہے اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا مسلک بھی یہی ہے کہ عرف عام میں جس کو بھی سفر کہا جائے خواہ ایک دن یا اس سے کم ہی کا ہو محرم کا ہونا لازم ہے۔ (شوافع حضرات کے ہاں فریضہ حج کا سفر اس سے مستثنیٰ ہے۔ نور)

چنانچہ علامہ نوویؒ شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ لیس المراد من التحدید ظاهره بل کل مایسمیٰ سفراً فالمرأة منهیة عنه الا بالمحرم (بحوالہ اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۱۰) ترجمہ: ان تمام احادیث سے انکی ظاہری تحدید مراد نہیں بلکہ عرف میں جو مسافت بھی سفر کہلائے اس میں بلا محرم نکلنے کی ممانعت ہوگی۔ (خواہ تین دن ہو یا اس سے کمتر ایک برید کی مسافت ہو۔)

چنانچہ ان ائمہ کرام شوافع موالکؒ اور حنابلہؒ نے پہلی قسم کی بلاتحدید اور عمومی احادیث کہ جن میں علی الاطلاق محرم کے بغیر سفر کی ممانعت مذکور ہے کو رتبۃ مؤخر مان کر انہی کو راجح اور ناسخ قرار دیا ہے اور تحدید والی تمام روایات کو منسوخ قرار دیا ہے۔ (فتح الباری)

لہٰذا ان حضرات کے ہاں کم سے کم مسافت سفر میں بھی بلامحرم نکلنا عورت کیلئے ناجائز ہے۔

تینوں قسم کی احادیث میں حنفی تطبیق و ترجیح

جبکہ جمہور حنفیہؒ نے تیسری قسم کی تحدید والی روایات یعنی ثلاثہ ایام والی احادیث کو رتبۃً مؤخر اور سنداً قوی اور متواتر المعنیٰ ہونے کی بناء پر انہی کو راجح قرار دیا ہے لیکن دیگر عمومی احادیث یعنی دوسری اور پہلی قسم کی احادیث کو منسوخ نہیں بلکہ صحیح تاویل کے ذریعہ ان کو بھی معمول بہ قرار دیا ہے اس طرح کہ فتنہ وفساد والے زمانہ میں دو دن یا ایک دن کے سفر میں بھی محرم ساتھ ہونا لازم ہے اور امن وامان کے زمانہ میں تین دن سے کم کا سفر بلا محرم جائز ہے جبکہ تین دن سے زائد کے سفر شرعی میں بلامحرم

سفر کرنا حرام ہے۔ چنانچہ زمانہ امن اور فساد کے اختلاف احوال ہی کی بناء پر آنحضور ﷺ نے ان احادیث میں مختلف تحدیدات بیان فرمائی ہیں۔

علامہ ابن منیرؒ کہتے ہیں: **وقع الاختلاف فی مواطن بحسب السائلین** (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۱۰) ترجمہ: احادیث بالا میں مدت سفر کا یہ اختلاف اس لیے ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے مختلف مواقع پر پوچھنے والوں کے حالات کے موافق مختلف جوابات دیئے ہیں۔ پس اس جواب کی رو سے مختلف زمانوں میں مختلف حکم ہوگا۔ یہی جواب عمدۃ القاری شرح بخاری میں علامہ عینیؒ نے قاضی عیاضؒ کے حوالہ سے بھی نقل کیا ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۵ ص ۳۸۸)

پس زمانہ امن میں تین دن کی مسافت سفر میں بلا محرم نکلنا حرام ہے اور اس سے کم میں نکلنا جائز جبکہ فتنہ وفساد کے دور میں تین دن کے سفر میں بلا محرم نکلنا حرام اور تین دن سے کم دو یا ایک دن کے سفر میں بلا محرم کے نکلنا مکروہ ہوگا۔ یہی امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کی دوسری روایت بھی ہے اور حنفیہ کے ہاں موجودہ فتنہ والے دور میں اسی پر فتویٰ ہے اس طرح حنفیہ کے ہاں تمام قسم کی متعارض احادیث پر درجہ بدرجہ عمل بھی ممکن ہو جاتا ہے علامہ ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں: **ولذا قال ابو حنیفةؒ وابو یوسفؒ مرۃ بکراهة خروجها مسیرة یوم واحد بغیر محرم او زوج واستحسن العلماء بالافتاء علیه لفساد الزمان** (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۹) ترجمہ: اسی لئے حضرات شیخینؒ نے ایک روایت میں ایک دن کی مسافت سفر پر بلا محرم یا شوہر نکلنے کو عورت کیلئے مکروہ کہا ہے اور علماء حنفیہؒ نے فساد زمانہ کی وجہ سے اسی روایت پر فتویٰ دینے کو مستحسن قرار دیا ہے۔ (ایضاً) دوسری جگہ بھی فرمایا: **وینبغی ان یکون**

الفتویٰ علیہ لفساد الزمان (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۹) ترجمہ: مناسب ہے کہ فساد زمانہ کی وجہ سے فتویٰ بھی اسی پر ہو (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۹)

قسم سوم کی احادیث راجح ہونے کی ایک اور وجہ

علامہ عثمانیؒ نے ''ثلاثۃ ایام'' والی احادیث کے راجح ہونے کی ایک اور بھی وجہ بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''حنفیہؒ کی دلیل یہ ہے کہ مادون الثلاث والی روایات ابتدائی زمانہ کی ہیں اور ثلاثۃ ایام والی روایات سب سے مؤخر ہیں اور حنفی اصول کے مطابق کہ آخر زمانہ کی احادیث ناسخ ہوتی ہیں۔ لہٰذا مقدم والی مادون الثلاث کی روایات منسوخ ہوں گی کیونکہ جب ابتداء میں اسلام کو ابھی کوئی خاص غلبہ حاصل نہیں ہوا مسلمانوں پر دشمنان دین کا خوف مسلط تھا ایسے (فتنہ وفساد والے) حالات میں عورت کو محرم کے بغیر ہر قسم کے چھوٹے بڑے سفر حتی کہ ایک برید تک بھی جانے کی ممانعت کردی گئی پھر جب مسلمانوں کو کچھ معمولی سی قوت حاصل ہوئی تو اب ایک دن کے سفر پر محرم کے بغیر جانے کی ممانعت کردی گئی پھر جب مسلمانوں کی قوت اور بڑھ گئی تو دو دن کے سفر پر محرم کے بغیر جانے کی ممانعت ہوئی لیکن جب اسلام کو ہر چار سو قوت وسطوت حاصل ہوئی۔ تو اب تین دن کی مسافت سفر جو کہ مسافت شرعی بھی ہے پر محرم کے بغیر جانے کی ممانعت کردی گئی۔ لہٰذا یہ آخری مسافت شرعی پہلے کی مادون الثلاث کیلئے ناسخ ہوگی۔ اسی جواب کو علماء نے عمدہ قرار دیا ہے البتہ مادون الثلاث والی روایات کو جو فساد زمان پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے۔ کمامرّ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۹)

بہر حال عورت کیلئے محرم یا شوہر کے بغیر سفر پر نکلنے کی ممانعت پر یہ تمام روایات متفق ہیں لہٰذا جمہور ائمہؒ کے ہاں عورت کیلئے محرم یا شوہر کے بغیر سفر کرنا حرام ہے۔اس عمومی ممانعت میں ہر نوعیت کا سفر شامل ہے خواہ دنیوی اغراض کا سفر ہو یا دینی اغراض کا سفر مثلاً تبلیغ دین، حصول تعلیم، زیارت، جہاد وغیرہ سب میں یہ ممانعت ہے۔

فرض حج کے سفر میں بھی محرم ہونا ضروری ہے یا نہیں

لیکن سوال یہ ہے کہ بلا محرم سفر کی یہ ممانعت فریضہ حج کے سفر میں بھی مؤثر ہوگی یا نہیں۔ایک رائے یہ ہے کہ فرضیت حج پر دلالت کرنے والی آیات اور احادیث اس لحاظ سے چونکہ مطلق ہیں، کہ ان میں محرم ہونے کی شرط کا کوئی ذکر نہیں۔لہٰذا فرضیت حج کیلئے محرم کی شرط لگانا ان نصوص کے اطلاق کے خلاف ایک قسم کی زیادتی ہوگی جو کہ درست نہیں ہے یہی رائے شافعیہؒ مالکیہ فقہاء کی ہے۔

دوسری رائے یہ ہے کہ متواتر المعنی احادیث کی بناء پر جس طرح دیگر اسفار میں عورت کیلئے محرم یا زوج ہونا ضروری ہے۔اسی طرح فرض حج کے سفر میں بھی محرم ہونا ضروری ہے۔یہی رائے جمہور حنفیہؒ اور حنابلہؒ کی ہے۔

محرم لازم نہ ہونے میں فریق اول کے دلائل

فریق اول نے اپنے اس دعویٰ ''کہ فرض حج میں محرم ہونا شرط نہیں'' پر وہ نصوص بطور دلیل پیش کیں ہیں جن میں مطلقاً فرضیت حج کا ذکر ہے۔مثلاً:

(۱) قرآنی آیت وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ

سبیلاً (آل عمران آیت ۹۷ پ۴) اس میں صرف استطاعت سبیل کو حج فرض ہونے کیلئے ضروری قرار دیا گیا اس کے علاوہ کوئی زائد شرط آیت میں بیان نہیں ہے۔

(۲) نیز صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے۔ ایھا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا (مسلم باب فرض الحج مرۃ فی العمر ج ۱ ص ۴۳۲) ترجمہ: اے لوگو! حج تم پر فرض کر دیا گیا ہے لہٰذا حج کرو۔

ف: اس حدیث میں بھی بغیر کسی زائد شرط کے فرض حج ادا کرنے کا بیان ہے لہٰذا محرم کی شرط لگانا زیادتی ہے۔

امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ حضرت عدی بن حاتمؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے فاقے کی شکایت کی پھر ایک اور شخص حاضر ہوا اس نے آپ ﷺ سے راستے میں راہزنوں اور ڈاکوؤں کے موجود ہونے کی شکایت کی اس پر آنحضور ﷺ نے حضرت عدی بن حاتمؓ سے دریافت فرمایا: یاعدی ھل رأیت الحیرہ اے عدی تم نے (کوفہ کے قریب) مقام حیرہ دیکھا ہے؟ عدیؓ کہتے ہیں میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ میں نے حیرہ دیکھا تو نہیں البتہ مجھے اس کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فان طالت بک الحیاۃ لترین الظعینۃ ترتحل من الحیرہ حتی تطوف بالکعبہ ولا تخاف الا اللہ

ترجمہ: اگر تمہاری زندگی طویل ہوئی تو تم ضرور دیکھو گے کہ ھوذج میں بیٹھی ایک عورت سوار ہو کر مقام حیرہ سے چل کر (تنہا سفر کرتے ہوئے) مکہ پہنچے گی یہ

عورت بیت اللہ کا طواف کرے گی (اور واپس لوٹے گی) اسے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا خوف نہ ہوگا۔

مسند احمد میں یہی مضمون اس طرح ہے۔ والذی نفسی بیدہ لیتمن اللہ ھٰذا الامر حتی تخرج الظعینۃ من الحیرۃ فتطوف فی غیر جوار احد (مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۷) ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے ضرور اللہ تعالیٰ اس دین کو مکمل فرمادیں گے۔ (کسی طرف سے کوئی فتنہ وفساد نہ ہوگا) حتی کہ حیرہ نامی شہر کوفہ سے بھی عورت تنہا حج کے ارادہ سے چلے گی تو وہ کسی رفیق سفر کی ضرورت محسوس کیے بغیر ہی اطمینان سے حج وطواف کرے گی۔

اسی حدیث کے الفاظ بخاری شریف میں اس طرح ہیں۔ یوشک ان تخرج الظعینۃ من الحیرۃ تؤم البیت لا محرم معھا لاتخاف الا اللہ (بخاری) حضرت عدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے بچشم خود دیکھا کہ حیرہ شہر سے ایک عورت بیت اللہ کے طواف کیلئے اکیلے آئی۔

ف: اس حدیث میں بھی حیرہ نامی شہر کوفہ سے ایک عورت کا حج بیت اللہ کیلئے (محرم کے بغیر) تنہا آنے کا بیان ہے لہٰذا محرم شرط نہیں۔ یہی شوافعؒ و مالک کا مسلک ہے۔

(۴) حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن کہتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے سامنے جب حضرت ابوسعید خدریؓ کی اس حدیث نبوی کا تذکرہ کیا گیا لایحل لامرأۃ ان

تسافر ثلاثة ایام الا ومعها محرم تو حضرت عائشہؓ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگی کہ ماکلھن لھا محرم سب عورتوں کیلئے محرم کہاں ہوتے ہیں۔ (البنایۃ عینی ج ۴ ص ۱۵۳)

ان چاروں قسم کے دلائل سے شوافع و مالکیہ نے فرض حج میں محرم کی شرط نہ ہونے پر استدلال کیا ہے۔

دلائل شوافعؒ پر کلام

لیکن ان دلائل کے عموم و اطلاق سے شوافعؒ و مالکیہ کا استدلال ٹھوس حجت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر اس آیت اور اس کے بعد والی حدیث کو اپنے عموم و اطلاق پر باقی رکھا جائے تو یہ شوافعؒ و موالکؒ کے خلاف بھی حجت ہوں گی کیونکہ شوافعؒ کے ہاں فرضیت حج کیلئے زاد و راحلہ پر قدرت ضروری ہے۔ حالانکہ آیت میں استطاعت کا ذکر ہے جس سے صرف استطاعت بدن یعنی پیدل چل کر سفر حج کرنے پر قدرت ہونا بھی مراد ہو سکتا ہے، جیسا کہ مالکیہؒ نے مراد لیا ہے۔ لہٰذا شافعیہؒ کا زاد و راحلہ کی شرط لگانا آیت کے اطلاق کے خلاف ہوگا

پھر بالاجماع حج کے وجوب ادا کیلئے راستے کا مامون ہونا بھی شرط ہے حالانکہ آیت اور اس حدیث میں ایسی کسی شرط کا ذکر نہیں ہے۔ پس شوافعؒ و مالکیہؒ کا امن الطریق کی شرط لگانا فرضیت حج کے ان نصوص کے اطلاق کو مقید کرنا ہے جو کہ درست نہیں تو پھر دوسروں پر کیونکر یہی الزام لگانا درست ہوگا؟

لہٰذا حنفیہؒ اور حنابلہؒ نے اگر متواتر احادیث کی بناء پر عورت کیلئے فریضہ حج

کے سفر میں محرم یا شوہر کی شرط لگا دی تو کوئی غلط نہیں۔ احادیث میں محرم کے بغیر حج کا سفر کرنے کی بھی ممانعت مذکور ہے۔ کیونکہ سفر حج میں بھی تنہا جانا عورت کیلئے ممنوع ہے۔

محرم لازم ہونے میں حنفیہؒ کے دلائل

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب یہ ارشاد فرمایا کہ **لاتسافر المرأة الا مع ذی محرم ولا یدخل علیها الا ومعها محرم** عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے اور عورت کے پاس خلوت میں محرم (یا شوہر) کے سوا کوئی نہ جائے۔ تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ **انی ارید ان اخرج فی جیش کذا و کذا وامرأتی ترید الحج** یارسول اللہ ﷺ میرا ارادہ فلاں غزوہ میں لشکر کے ساتھ جانے کا ہوا ہے اور میری بیوی حج پر جانے کا ارادہ رکھتی ہے میرے لئے کیا حکم ہے؟ اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا **اخرج معها** بیوی کے سفر حج میں اس کے ساتھ جاؤ۔ مسلم شریف میں اسی روایت کے یہ الفاظ ہیں **قال رسول اللہ ﷺ: انطلق فحج مع امرأتک** جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ (مشکوٰۃ شریف ج ا ص ۲۲۱)

حدیث مذکور میں آنحضرت ﷺ نے ان صحابی کو جن کا نام جہاد میں لکھا جا چکا تھا اپنی بیوی کے ساتھ سفر حج میں جانے کا حکم فرمایا معلوم ہوا کہ دیگر نوعیت کے سفروں کی طرح سفر حج میں بھی عورت کو محرم یا شوہر کے بغیر جانا ممنوع ہے۔

حدیث مذکور سے وجوہ استدلال علامہ جصاص حنفیؒ کی نظر میں

حدیث مذکور کے فوائد میں علامہ ابوبکر جصاص حنفیؒ لکھتے ہیں کہ **وھٰذا یدل علیٰ ان قوله "لا تسافر الا ومعها ذو محرم" قد انتظم المرأة اذا ارادت الحج من ثلاثة اوجه** .... (احکام القرآن للجصاص ج۲ص۳۰۹)

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کا یہ حکم کہ "کوئی عورت محرم یا شوہر کے بغیر سفر نہ کرے" یہ ممانعت تین وجوہ سے حج پر جانے والی عورت کو بھی شامل ہے۔

اول: یہ کہ خود پوچھنے والے صحابیؓ کو بھی اس شمولیت کی سمجھ تھی اسی لئے اپنی بیوی کے متعلق مسئلہ پوچھا جو حج پر جانا چاہتی تھی، دوسری طرف حضور ﷺ نے سائل کے سوال پر ناپسندیدگی کا اظہار بھی نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ محرم کے بغیر سفر کی ممانعت میں ہر قسم کا سفر مراد ہے خواہ حج کا سفر ہو یا کسی اور کا۔

دوم: یہ کہ حضور ﷺ کو اس حکم کہ "اپنی بیوی کے ساتھ حج پر جاؤ" کے ذریعہ یہ بھی بتلانا مقصد ہے کہ آپ ﷺ کے ارشاد "**لاتسافر المرأة الا ومعها ذو محرم**" میں سفر سے مراد سفر حج بھی ہے۔

سوم: یہ کہ آپ ﷺ نے سائل کو غزوہ پر جانے سے منع کر کے بیوی کیساتھ حج کے سفر پر جانے کا حکم دیدیا۔ اگر محرم یا شوہر کے بغیر عورت کیلئے سفر حج پر جانا جائز ہوتا تو آپ ﷺ سائل کو فرض جہاد چھوڑ کر بیوی کیساتھ سفر پر جانے کا حکم ہرگز نہ دیتے۔ اس میں یہ بھی دلیل موجود ہے کہ وہ عورت فرض حج پر جانا چاہتی تھی نفل حج پر نہیں۔ کیونکہ اگر یہ اس کا نفل حج ہوتا تو آپ ﷺ شوہر کو بیوی کے نفل حج کیلئے فریضہ

جہاد چھوڑنے کا حکم قطعاً نہ دیتے۔

پھر حدیث میں غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آنحضرت ﷺ نے اس سائل سے یہ نہیں پوچھا کہ اس کی بیوی فرض حج پر جانا چاہتی ہے یا نفل حج پر۔ معلوم ہوا کہ محرم کے بغیر سفر کی پابندی کے لحاظ سے نفل اور فرض حج دونوں کا حکم یکساں ہے۔ اس تفصیل سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوئی کہ فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا عورت کی استطاعت کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔ (احکام القرآن للجصاص ج۲ص ۳۰۹)

(لہٰذا شوافعؒ و موالکؒ کا اس کو شرط استطاعت نہ ماننا اور محرم کے بغیر بھی حج کی ادائیگی کو واجب قرار دینا حدیث مذکور کے خلاف ہے۔ نور)

۲...... سنن دار قطنی میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ : **لاتحجن امرأة الا ومعها ذو محرم** (نصب الرایۃ زیلعی ج۳ص ۱۰) **وصححه ابو عوانه** (نیل الاوطار شوکانیؒ ج۴ص ۳۲۵) کوئی بھی عورت محرم کے بغیر حج کو نہ جائے۔

۳...... مسند بزار میں حضرت ابن عباسؓ سے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **لاتحج امرأة الا ومعها محرم** کوئی عورت محرم ساتھ لئے بغیر حج کو نہ جائے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا: **یا نبی الله انی اکتتبت فی غزوة کذا وامرأتی حاجّة قال رسول الله ﷺ : ارجع فحج معها** (البنایۃ عینی ج۴ص ۱۵۱) یا نبی اللہ! میرا نام تو فلاں غزوہ میں لکھا جا چکا اور (ادھر) میری بیوی حج کیلئے جانے والی ہے (اس کے ساتھ اپنا اور کوئی محرم بھی نہیں،

میرے لئے کیا حکم ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ! اپنی بیوی کے ساتھ حج پر جاؤ۔

۴......سنن دارقطنی اور طبرانی میں حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لایحل لامرأة ان تحج الا ومعها زوجها او محرم** (البنایہ شرح ہدایہ عینیؒ ج ۴ ص ۱۵۱۔ نصب الرایۃ زیلعیؒ ج ۳ ص ۱۰) کسی عورت کیلئے حلال و جائز نہیں ہے کہ اپنے شوہر یا محرم کے بغیر حج پر جائے۔

ان جملہ مرفوع صحیح احادیث میں بھی واضح تصریح ہے کہ دیگر نوعیت کے سفروں کے علاوہ سفر حج میں بھی عورت کے ساتھ محرم یا شوہر ہونا ضروری ہے اور محرم یا شوہر کے بغیر سفر حج کرنا ممنوع اور حرام ہے۔ بلکہ حج کی ادائیگی بھی واجب نہیں ہوگی جیسا کہ حنفیہؒ اور حنابلہؒ کا مسلک اجمالاً گزر چکا۔

لہٰذا فرض حج کے سفر میں عورت کیلئے محرم لازم قرار نہ دینا ان صریح مرفوع احادیث کے خلاف ہے جیسا کہ شوافعؒ اور مالکیہؒ نے قرار دیا ہے کہ فرض حج میں عورت کیلئے محرم ساتھ ہونا ضروری نہیں ہے۔ لیکن شوافعؒ اور مالکیہؒ کا یہ مسلک کئی وجوہ سے مخدوش و مرجوح ہے اسی لئے خود متاخرین علماء شوافعؒ نے اس کو رد کیا ہے۔ ہم ذیل میں بطور علمی تنقیدی جائزہ کے ان سب وجوہ کو ترتیب وار پیش کریں گے۔

مسلک شافعیؒ پر ایک تنقیدی جائزہ

پہلے یہ بات گزر چکی کہ امام شافعیؒ کے بقول فریضہ حج کی متعلقہ آیت اور حدیث مطلق ہے۔ لہٰذا زاد وراحلہ کے علاوہ حج فرض ہونے کیلئے محرم وغیرہ کی کوئی شرط نہیں لگائی جائیگی ورنہ آیت مقید ہو جائے گی جو کہ درست نہیں۔ لیکن آیت کے

اطلاق کے پیش نظر محرم کی شرط نہ لگانے کی بات بے جا ہے کیونکہ آیت کریمہ میں مطلق استطاعت سبیل کا ذکر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو اس پر حج فرض ہے اس لحاظ سے پیدل سفر کی طاقت رکھنے والے (اہل مکہ) پر بھی حج فرض ہونا چاہئے جیسا کہ مالکیہؒ کا مسلک ہے حالانکہ شوافعؒ ایسا نہیں کہتے بلکہ زاد وراحلہ کو شرط گردانتے ہیں اس شرط سے بھی آیت مقید ہوگئی جو آپ کے ہاں درست نہیں۔

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ جہاں تک شوافع اور مالکیہ کے استدلال کا تعلق ہے وہ حجت نہیں کیونکہ یہ آیت وحدیث اپنے عموم واطلاق پر نہیں بلکہ بالاجماع بعض شرائط کے ساتھ مقید ہیں جیسے راستہ کے مامون ہونے کی شرط، لہٰذا مذکورہ دلائل کی بناء پر آیت کی مزید تقیید وتخصیص کی جائے گی اور کہا جائے گا کہ بغیر زوج یا محرم کے عورت پر نہ حج لازم ہے اور نہ ہی سفر حج کرنا جائز ہے۔ کذا قال **الشیخ ابن الهمام** ج ۲ ص ۳۳۲ فتح القدیر بحوالہ درس ترمذی ج ۳ ص ۴۵۸

پھر زاد وراحلہ کا ثبوت بھی جن احادیث سے ہے وہ سنداً ضعیف ہیں اگر ضعیف احادیث کے ذریعہ زاد وراحلہ کی شرط لگانا درست ہے۔ تو متواتر احادیث کی بناء پر محرم کی شرط لگانا بھی بطریق اولیٰ درست ہوگا۔ نیز امن طریق کی شرط بھی آیت کے اطلاق کے خلاف ہے حالانکہ شوافعؒ کے ہاں یہ شرط بھی مسلم ہے۔

۲......شوافعؒ کے ہاں بھی نفل حج وعمرہ میں عورت کے ساتھ محرم یا شوہر ہونا ضروری ہے۔ سوال یہ ہے کہ جن صریح مرفوع احادیث کی بناء پر نفل حج وعمرہ میں محرم ہونا لازم قرار دیا گیا ہے کیا ان میں فرض حج اور نفل حج کی تفریق موجود ہے اگر ایسا

نہیں اور یقیناً ایسا نہیں ہے تو یہ تفریق و تخصیص کس دلیل کی بنیاد پر کی گئی جبکہ ممانعت سفر والی احادیث عام مطلق ہیں لہٰذا یہ تقیید بھی ان کے اطلاق وعموم کے خلاف ہے جو کہ شوافع کے ہاں درست نہیں ہے اس لئے احادیث کو بھی ہر قسم کے عام سفر پر باقی رکھنا چاہئے، نیز اگر ممانعت سفر والی احادیث کو مقید کرنا ہی ہو تو فرض حج سے مقید کرنا چاہئے تھا کیونکہ اس تقیید و تخصیص پر بطور دلیل وہ حدیث موجود ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے سائل کو اپنی بیوی کے ساتھ ''فرض'' حج میں جانے کا حکم فرمایا حالانکہ شوافع نے ان احادیث کو نفل حج سے مقید فرمایا جس پر کوئی واضح دلیل بھی نہیں ہے۔

اعتراض :ابن دقیق العید کہتے ہیں کہ ''عورت پر محرم کے بغیر حج فرض ہوتا ہے یا نہیں'' آیت قرآنی کے عموم اطلاق کا تقاضا ہے کہ محرم کی شرط کے بغیر ہی حج فرض ہوگا۔ جبکہ حدیث ''**لا تسافر المرأة** '' کے عموم کا تقاضا ہے کہ سفر حج میں بھی محرم شرط ہے لہٰذا بلا محرم حج فرض نہ ہوگا دونوں جگہ نصوص عام ہیں اور آپس میں دونوں متعارض ہیں پس شوافعؒ نے آیت قرآنی کو ترجیح دیکر فرض حج کے سفر کو محرم کی شرط سے مستثنیٰ قرار دیا جبکہ دیگر فقہاءؒ نے حدیث کو ترجیح دیکر ہر قسم کے سفر میں محرم ہمراہ ہونا شرط قرار دیا ہے۔ (نیل الاوطار ج۴ ص۳۲۶)

جواب: علامہ شوکانیؒ نے ابن دقیق العیدؒ کا یہ طرز استدلال نقل کر کے جواب دیا ہے کہ دونوں نصوص میں تعارض ثابت کرنا ہی غلط ہے کیوں کہ حدیث میں ہے ''**المحرم من السبیل** '' جب محرم ساتھ ہونا قرآنی استطاعت سبیل میں شامل

ہے تو قرآن سے ہٹ کر زائد چیزوں کا ثبوت کرنا کیسے لازم آیا۔(نیل الاوطار ج ۴ ص ۳۲۶)

۳...... فرض حج میں محرم شرط ہونے یا نہ ہونے میں یہ اختلاف راقم الحروف کی رائے میں محض ایک علمی اختلاف ہے کہ آیت قرآنی کو مطلق رکھا جائے یا مقید کیا جائے بس، ورنہ نفس الامر میں جس علت کی بناء پر نفل حج میں محرم ضروری قرار دیا گیا ہے وہ فرض حج میں بھی موجود ہے کیونکہ نفل حج میں علت منع یا تو احادیث رسول ﷺ ہیں یا خوف فتنہ، اگر احادیث ہیں تو وہ علی الاطلاق فرض حج میں بھی موثر ہوں گی اور اگر خوف فتنہ ہے تو آخر فرض حج میں محرم یا شوہر کے بغیر جانے میں فتنے سے بچنے کی کیا گارنٹی؟۔لہٰذا فرض حج میں بھی محرم ضروری ہونا چاہئے۔

یہ بات پہلے بھی گذر چکی کہ علامہ نوویؒ کے بقول امام شافعیؒ کی روایات میں سخت اضطراب ہے ایک روایت میں ہے کہ محرم یا شوہر نہ ہوتو ''نسوۃ ثقات'' شرط ہے یعنی معتمد خواتین گروپ کے ساتھ عورت سفر حج پر جائیگی۔یہی ان کی مشہور روایت ہے۔(شرح مسلم نوویؒ ج ۵ ص ۸۸) پھر ثقات کی تشریح میں علامہ عسقلانیؒ کہتے ہیں کہ حاجن عورت کے سوا کم از کم تین دین دار ثقہ عورتوں کا گروپ ہونا ضروری ہے جبکہ علامہ ہی کے بقول حاجن عورت سمیت تین ثقہ خواتین کا ہونا بھی کافی ہے۔ بلکہ کتاب الام میں امام شافعیؒ کی تصریح ہے کہ ایک ثقہ عورت بھی ساتھ ہو تو کافی ہے، یہی شرح مہذب اور شرح مسلم میں علامہ نوویؒ نے بھی لکھا ہے۔پس اگر ایک قابل بھروسہ خاتون بھی ساتھ ہو سکتی ہو تو امام شافعیؒ کے ہاں اگر چہ عورت پر حج لازم نہ ہوگا لیکن سفر پر جا سکتی ہے یہی روایت صحیح ہے البتہ ایک اور روایت ہے کہ حج اس عورت پر

لازم ہوگا، مؤخر کرنا جائز نہ ہوگا۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں: فلو وجدت امرأة واحدة ثقة لم یلزمها لکن یجوز لها الحج معها هٰذا هو الصحیح وقال البعض یلزمها بوجود امرأة واحدة ثقة (شرح مسلم نوویؒ ج۵ ص۸۸) عورت اگر کسی ایک ثقہ عورت کو بھی اپنے ساتھ سفر حج میں رفیق سفر بنالے تو سفر حج پر محرم کے بغیر بھی جانا جائز ہے گو کہ جانا لازم نہیں ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ ایک عورت بھی ساتھ جانے کیلئے میسر ہو تو فرض حج پر جانا لازم ہے۔ علامہ عسقلانیؒ کے بقول حج پر جانے والی عورت کو اپنی ذات پر اطمینان ہو تو تنہا بھی سفر حج کر سکتی ہے۔ فتح الباری میں ہے۔ وفی قول نقله الکرابیسیؒ وصححه فی المهذب تسافر وحدها اذا کان الطریق آمنا وهٰذا کله فی الواجب من حج او عمرة (فتح الباری ج۴ ص۵۵۷) علامہ کرابیسیؒ کے قول کے مطابق جس کو شرح مہذب میں نوویؒ نے صحیح قرار دیا ہے کہ راستہ پر امن ہو تو عورت تنہا بھی سفر کر سکتی ہے یہ سب تفصیل فرض حج اور واجب عمرہ میں ہے۔ (فتح الباری ج۴ ص۵۵۷)

اسی پر علامہ سبکیؒ کا بھی اعتماد ہے کہ یہ سب تفصیلات واجب حج عمرہ میں ہے لیکن اگر فرض حج نہیں بلکہ نفل حج یا عمرہ ہے تو بالاتفاق بغیر محرم یا شوہر کے سفر کرنا جائز نہیں ہے بلکہ محرم ہمراہ ہونے کے باوجود شوہر کی اجازت کے بغیر نفل حج و عمرہ پر جانا جائز نہیں ہے۔ دارقطنی میں حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ان سے جب ایسی مالدار عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس کا شوہر موجود ہے اور وہ اس کو حج پر جانے کی اجازت نہیں دیتا فرمایا لیس لها ان تنطلق الا باذن زوجها (نیل الاوطار ج۴ ص۳۲۵) یعنی "ایسی عورت کو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر (نفل) حج

پر جانا جائز نہیں ہے۔"

نیز عورتوں کی جماعت کے ساتھ بھی نفل حج وعمرہ کے سفر میں جانا جائز نہیں ہے حتی کہ امام شافعیؒ کے نزدیک اگر عورت ثقہ عورتوں کی جماعت میں تنعیم سے بھی عمرہ کا احرام باندھنے کیلئے بلا محرم جائے تو حرام ہے۔ اوجز المسالک ج ۸ ص ۱۸۹)

الغرض اس تیسری روایت کے مطابق عورت کو اگر اطمینان خاطر ہو تو تنہا سفر بھی کر سکتی ہے یہ اختلاف روایات اس بنیاد پر ہے کہ امام شافعیؒ نے بنیادی شرط "اطمینان نفس" قرار دیا ہے خواہ وہ محرم ساتھ ہونے یا خواتین حج گروپ یا کوئی ایک دین دار عورت یا پھر اکیلے سفر سے حاصل ہو۔ لیکن غور کیا جائے تو نتیجہ اس شرط کا بھی وہی ہے جو حنفیہؒ نے مسلک کے طور پر اختیار کیا یعنی محرم کی شرط۔ کیونکہ زیادہ اطمینان شوہر یا محرم ساتھ ہونے ہی سے ہو سکتا ہے بھلا ایک اجنبی عورت دوسری عورت کو کیسے خطرات سے بچا سکتی ہے جو خود بھی مظنہ خطرات ہو، جیسا کہ صاحب ہدایہ نے کہا: اپنے محرم کے بغیر سفر کرنے میں ہر آن فتنہ وفساد کا خدشہ درپیش ہوتا ہے اور دوسری عورتوں کیساتھ میل جول سے تو وقوع فتنہ کا امکان زیادہ ہوتا ہے اسی لئے اجنبی عورت کیساتھ خلوت اور تنہائی (میں اکٹھا ہونا) حرام ہے خواہ اس کے ساتھ دوسری عورت بھی ہو۔ (ایضاً)

۵...... اگر ثقہ عورتوں کے ساتھ ہی سفر حج میں جانا درست ہوتا تو آنحضرت ﷺ ان صحابیؓ کو اپنی بیوی کے ساتھ سفر حج میں جانے کا حکم نہ دیتے جنہوں نے آپ ﷺ سے کہا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ فلاں غزوہ میں میرا نام لکھا جا چکا ادھر میری بیوی حج پر جانے کا ارادہ رکھتی ہے میرے لئے کیا حکم ہے؟، بلکہ فرما دیتے آپ کی

بیوی کسی متدین عورت کیساتھ یا تنہا بھی حج پر جاسکتی ہے۔شرافت کا زمانہ ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا۔چنانچہ اسی حدیث کے ذیل میں علامہ شوکانیؒ اس سوال پر کہ ''کیا ثقہ عورت'' محرم کے قائم مقام ہوسکتی ہے؟ جواب میں لکھتے ہیں کہ: بعض نے جائز کہا اور بعض نے کہا کہ ثقہ عورت ''محرم'' کے قائم مقام سفر میں نہیں ہوسکتی ہے۔یہی صحیح ہے کیونکہ حدیث نبوی کے ظاہری مضمون کی بناء پر محرم یا شوہر ہمراہ ہونا ضروری ہے۔**وقیل لایجوز بل لابد من المحرم وھو ظاھر الحدیث**

(نیل الاوطار شوکانیؒ ج۴ص۳۲۵)

۶......نیز ایک عورت کا تنہا سفر پر جانا کس طرح قابل اطمینان قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ آج کل کے پرفتن و پرآشوب دور میں جہاں گھروں میں عزتیں محفوظ نہیں، آبرو کے نام پر بے آبرو کردینا اس بیمار معاشرے میں ناسور بن گیا ہے۔بے پردگی اور جنسی اختلاط کا دور دورہ ہے زمانہ کی رنگ رلیوں نے آنکھوں کو مسحور کردیا ہے ادھر ایام حج میں اس قدر اژدحام بڑھ گیا ہے کہ مرد آہن کا اپنی جان اور مال کی حفاظت کرنا کٹھن مرحلہ ہے ایسے میں ایک صنف نازک کا کیا ٹھکانا؟ لہٰذا کس طرح ایک ثقہ دین دار عورت کے رفیق سفر بننے یا اطمینان خاطر پر تنہا سفر کرنے پر اطمینان کیا جاسکتا ہے لہٰذا امام شافعیؒ کی یہ مختلف آراء آپس میں مضطرب ہونے کے ساتھ ساتھ نہ تو زمانے کے تقاضے کے مطابق ہیں اور نہ ہی حدیث نبوی ﷺ سے موافقت رکھتی ہیں حالانکہ شوافعؒ نے فرض حج کے علاوہ تمام دینی و دنیوی اسفار بالخصوص زیارت حرمین، نفل حج وعمرہ کیلئے ان صریح احادیث کی بناء پر ہی محرم ہونا ضروری قرار دیا ہے۔علامہ نوویؒ لکھتے ہیں: جمہور ائمہؒ کہتے ہیں کہ عورت کیلئے نفل حج یا زیارت حرمین اور تجارت

یا ایسے تمام اسفار میں جو واجب اور ضروری نہیں ہیں محرم یا شوہر کے بغیر نکلنا جائز نہیں ہے۔ احادیث صحیحہ کی بناء پر یہی صحیح مذہب ہے۔ (شرح نوویؒ ج۵ ص۸۸)

متاخرین علماء شوافعؒ کا رجحان حنفیؒ مسلک کے موافق

ایسے میں ائمہ حنفیہؒ نے جو رائے اختیار کی ہے کہ مکہ سے دور تین مراحل (۴۸ میل شرعی) یا زیادہ کے فاصلہ پر رہنے والی عورت حج پر جانے کا ارادہ رکھتی ہو تو محرم ساتھ ہونا لازم وضروری ہے بلا محرم نکلنا حرام ہے۔ یہ احادیث رسول کے عین مطابق ہے یہی وجہ ہے کہ متاخرین علماء شوافعؒ مثلاً علامہ بغویؒ، علامہ نوویؒ، علامہ ابن المنذرؒ جیسے اکابر محدثین نے بھی حنفیہؒ کے موافق محرم ضروری ہونے کا قول اختیار کیا ہے۔

علامہ بغویؒ شافعی کی رائے

چنانچہ علامہ بغویؒ شرح السنۃ میں لکھتے ہیں: **القول باشتراط المحرم اولیٰ بظاھر الحدیث ولم یختلفوا انھا لیس لھا الخروج فی غیر الفرض الا مع محرم** (القریٰ ص۷۰) ظاہر حدیث کے مطابق محرم کی شرط کا قول زیادہ راجح واولیٰ ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ فرض حج کے علاوہ سفر میں عورت کیلئے محرم ہونا لازم ہے محرم کے بغیر نکلنا حرام ہے۔

علامہ ابن المنذرؒ کی رائے گرامی

علامہ ابن المنذرؒ کہتے ہیں۔ **اغفل قوم القول بظاھر الحدیث یعنی حدیث اشتراط المحرم فی سفر المرأۃ وشرط کل منھم شرطالا**

حجة لهم فیما اشترطوه ......وقال ایضاً: وظاهر الحدیث اولیٰ ولانعلم مع هؤلاء حجة توجب ماقالوا (المغنی ابن قدامہؒ ص۱۹۲ ج ۳)

بعض لوگوں نے اس حدیث (یعنی عورت کے سفر حج میں اشتراط محرم کی حدیث) کے ظاہر کے مطابق مسلک اختیار کرنے میں غفلت برتی ہے اور ان سب نے بعض ایسی شرطیں لگائیں جن پر ان کے پاس کوئی شرعی دلیل نہیں (لہٰذا محرم شرط نہ ہونے کا قول بھی بلا دلیل ہے) حدیث کے ظاہر کے مطابق قول اختیار کرنا ہی اولیٰ بالقبول ہے ہماری معلومات کے مطابق عدم اشتراط کے قائلین کے پاس کوئی حجت نہیں ہے۔ (ایضاً)

وقال ابوبکر الرازیؒ: اسقط الشافعیؒ اشتراط المحرم وهو منصوص علیه وشرط المرأة ولا ذکرلها ترجمہ: امام شافعیؒ نے عورت کے سفر حج میں محرم کی شرط کو ساقط کر دیا ہے حالانکہ اس پر صریح نصوص موجود ہیں اور ثقہ عورت کی شرط لگائی حالانکہ نصوص میں اس کا کوئی ذکر نہیں (لہٰذا منصوص شرط چھوڑ کر غیر منصوص شرط لگانے کا قول قابل رد ہے۔ نور)

چنانچہ متاخرین علماء شوافعؒ وموالکؒ نے فساد زمان کی بناء پر عورت کیلئے محرم ہونا شرط قرار دیا ہے اور محرم کے بغیر عورت کا سفر حج ممنوع اور خلاف سنت بتایا ہے۔

علامہ خطابیؒ معالم السنن میں لکھتے ہیں: وقد حظر النبی ﷺ علیها ان لاتسافر الا ومعها رجل ذو محرم منها فاباحة الخروج لها فی سفر الحج مع عدم الشریطه التی اثبتها النبی ﷺ خلاف السنة فاذا کان خروجها مع غیر ذی محرم معصیة لم یجز الزامها الحج وهو طاعة

بامر یؤدی الیٰ معصیة. (معالم السنن علامہ خطابیؒ ج ۲ ص ۲۷۷) ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے عورت پر ممانعت فرما دی ہے کہ وہ اپنے کسی محرم مرد کے بغیر سفر (حج) پر جائے لہذا آنحضرت ﷺ سے ثابت ہونے کے باوجود محرم کی شرط نہ لگا کر عورت کیلئے سفر حج میں محرم کے بغیر نکلنے کو جائز قرار دینا خلاف سنت ہے کیونکہ جب محرم کے بغیر عورت کا نکلنا سخت گناہ ہے تو اس پر حج کی ادائیگی جو کہ خالص عبادت ہے لازم کر دینا معصیت اور حرام سفر کے ذریعہ درست نہیں ہے۔

جدید حجازی اہل فتویٰ کا رجحان حنفی مسلک کے موافق

علامہ خطابیؒ اور علامہ نوویؒ جیسے اکابر محدثین شوافعؒ کی ان مخلصانہ آراء سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ائمہ حنفیہؒ کا مسلک جہاں حدیث رسول کے مطابق ہے وہاں زمانے کے تقاضے کے بھی عین مطابق ہے اسی لئے دور حاضر کے حجازی اہل فتویٰ نے بھی دوران حج اژدحام کثیر میں بے پناہ ارتکاب منہیات کے بھیانک مناظر بچشم خود مشاہدہ کر کے محرم کے بغیر عورت کے سفر حج کو حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ حرمین کے بحوث علمیہ کے رکن رکین اور مفتی حرمین علامہ صالح بن فوزان لکھتے ہیں: واما من افتیٰ بجواز سفرها مع جماعة النساء للحج الواجب فهٰذا خلاف السنة (تنبیہات علیٰ احکام تختص بالمؤمنات ص ۱۱۴) ترجمہ: جن حضرات ائمہؒ نے فرض حج کے سفر میں خواتین حج گروپ کے ساتھ عورت کیلئے (بغیر محرم) جانا جائز قرار دیا ہے۔ یہ خلاف سنت ہے۔) (ایضا)

نیز مفتی حجاز سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

لکھتے ہیں: ولا ریب ان سفر المرأة بدون محرم عمل خطیر وفیه خطر وفتنة ولهٰذا ننصح اخواننا فی الله الحذر من ذٰلک ولا یسافرن الا بمحارم (فتاویٰ ابن باز ص ۲۵) ترجمہ: اس میں کسی قسم کو کوئی شک نہیں کہ عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا نہایت خطرناک ہے اس میں سخت فتنہ ہے اس وجہ سے ہم اپنے مسلمان بھائی بہنوں کو مخلصانہ اور خیر خواہانہ نصیحت کرتے ہیں کہ اس سے بچیں اور قطعاً قطعاً محرم یا شوہر کے بغیر سفر حج نہ کریں۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا سفر حج

احادیث صحیحہ میں محرم کے بغیر سفر حج کی ممانعت ہی کی بناء پر حضرات ازواج مطہراتؓ نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد حج نہیں کیا اور نہ ہی حضرت عمرؓ نے ابتداء میں اجازت دی ازواج مطہراتؓ کے اصرار پر حضرت عمرؓ نے آخر میں اجازت دی۔

ابوداؤد اور مسند احمد میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے اپنی ازواج سے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا تھا: تمہارا حج یہی ہے اس کے بعد اپنے گھروں میں رہنا ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۴۹۰) چنانچہ عہد خلافت صدیقیؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کے ابتدائی زمانہ تک وہ اسی حال پر رہیں۔ بعد میں جب حضرت عمرؓ سے ازواج مطہراتؓ نے حج بیت اللہ پر جانے کی درخواست کی تو ابتداء میں حضرت عمرؓ نے اجازت دینے میں توقف کیا لیکن انتہائی غور وفکر کے بعد حضرت عمرؓ نے ازواج مطہراتؓ کو حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی نگرانی میں حج پر بھیج دیا لیکن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا آخر تک اپنے گھر سے نہیں نکلی نہ ہی حج پر ازواجؓ کے

ساتھ گئیں، چنانچہ حضرت عمرؓ کی اس اجازت کا ذکر صحیح بخاری شریف میں ہے کہ :اذن عمرؓ لازواج النبی ﷺ فی آخر حجہ حجھا فبعث عثمانؓ بن عفان وعبد الرحمٰن بن عوفؓ (بخاری باب حج النساء)

اس حدیث کے ذیل میں علامہ عسقلانیؒ مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حضرت عمرؓ نے ازواج مطہراتؓ کو سفر پر جانے کی اجازت دی حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو ان کے ساتھ بھیج دیا لیکن ساتھ ہی حضرت عثمانؓ اثناء راہ تمام لوگوں میں اعلان کرتے رہتے تھے کہ کوئی بھی شخص ازواج مطہراتؓ کے قریب نہ آئے اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے ۔ازواج مطہراتؓ جن کی تعداد طبقات ابن سعد کی روایت ام معبد خزاعیہؓ کے مطابق آٹھ تھی سب کی سب اونٹوں پر اپنی ھودج یعنی کجاووں میں جس کے اوپر بروایت واقدی سبز چادریں تھیں پردہ نشین تھیں ۔اثنا سفر کہیں پڑاؤ ڈالتے تو تمام ازواج مطہراتؓ کو گھاٹی کے بالائی حصے میں اتارتے اور خود حضرت عثمان غنیؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ گھاٹی کے نشیبی کنارے پر اتر جاتے تا کہ کوئی بھی شخص اوپر کی طرف نہ جاسکے اور جب چلنا شروع کرتے تو حضرت عثمانؓ ازواج مطہراتؓ کے آگے آگے چلتے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ان کے پیچھے چلتے ۔اس طرح غایت احترام واحتیاط کیساتھ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ازواج مطہراتؓ کو حج کرادیا گیا۔

طبقات ابن سعد میں ابو اسحاق السبیعیؒ کا بیان ہے کہ ۵۰ھ میں حضرت معاویہؓ کے دور خلافت میں بھی جب کوفہ کے گورنر حضرت مغیرہ بن شعبہؓ تھے میں نے اونٹوں پر سبز چادروں سے ڈھکے ہوئے کجاووں میں سوار ازواج مطہرات کو سفر حج پر

جاتے دیکھا۔(فتح الباری ج ۴ ص ۵۵۴)

طبقات ابن سعد ہی میں حضرت ام معبد خزاعیہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو دیکھا کہ ازواج مطہراتؓ کو حج کرا رہے ہیں چنانچہ جب مکہ مدینہ کے درمیانی مقام قدید پر ازواج مطہراتؓ نے پڑاؤ ڈالا تو میں بھی انکے پاس گئی وہ تعداد میں آٹھ تھیں۔(ایضاً)

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ازواج مطہراتؓ نے حضرت عثمانؓ سے حج پر جانے کی اجازت چاہی حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں خود ساتھ چل کر تم سب کو حج کراؤں گا چنانچہ حضرت عثمانؓ نے اپنی نگرانی میں ہم سب ازواج کو حج کرایا البتہ اس سفر میں حضرت زینبؓ ساتھ نہیں تھیں کیونکہ ان کا پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا اور حضرت سودہؓ بھی نہیں تھیں کیونکہ وہ حضور ﷺ کی رحلت کے بعد اپنے حجرہ سے کہیں نہیں نکلیں۔(فتح الباری ج ۴ ص ۵۵۴)

ازواج مطہراتؓ کے سفر حج پر شبہات اور جوابات

ازواج مطہراتؓ کے حج پر جانے کے یہ متفرق واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ اجنبی مردوں کے ساتھ اختلاط سے بچتے ہوئے کسی ثقہ مرد یا معتمد عورتوں کی جماعت کیساتھ عورت کو بغیر محرم کے حج پر جانا درست ہو سکتا ہے۔لیکن اول تو یہ محض واقعات ہیں جو آنحضور ﷺ کے گزشتہ کے اُن صریح اقوال جن میں بلا محرم سفر حج کی سخت ممانعت مذکور ہے کے خلاف ہیں۔لہٰذا ان واقعات کو ازواج مطہراتؓ کی خصوصیت ہی قرار دیا جا سکتا ہے عام مومنات کیلئے حضور ﷺ کا وہی حکم لازم ہے کہ محرم کے بغیر

سفر حج کرنا ممنوع ہے جیسا کہ عمدۃ القاری میں علامہ عینیؒ نے یہی موقف اختیار کیا ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۷ ص ۵۵۷)

یہاں کوئی یہ شبہ کرسکتا ہے کہ جب ازواج مطہراتؓ کو حجۃ الوداع میں آنحضور ﷺ کی طرف سے یہ ممانعت کردی گئی تھی کہ اس حج کے بعد گھروں میں رہنا ہے سفر میں بلا محرم نہیں نکلنا ہے تو ازواج مطہرات حج پر کیسے نکلیں؟ اس کے بارے میں علامہ عسقلانیؒ نے فتح الباری میں مہلب کے حوالہ سے اسی روایت یعنی "ھٰذہ ثم ظھور الحصر" کے متعلق لکھا ہے کہ یہ ابو واقد لیثی کی سند سے روایت ہے جو اس رافضی کی اپنی ایجاد ہے تاکہ لوگوں کو حضرت عائشہؓ کے سفر عراق پر نقد جرح کا موقعہ ملے لیکن علامہ عسقلانیؒ نے مہلب کے اس قول کو بلا حجت ودلیل قرار دیا ہے اور ابوداؤد کی اس روایت ابو ہریرہؓ کو صحیح قرار دیکر رد کیا ہے کیونکہ صحیح حدیث کو بلا دلیل کے رد نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ مجمع الزوائد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے اور حضرت ام سلمہؓ سے بھی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع میں اعلان کیا ھٰذہ ثم ظھور الحصر رواہ ابو یعلی ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۴۹۰)

البتہ ازواج مطہراتؓ اس کا معنی یہ سمجھتی تھیں کہ حضور ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ تھا کہ تم ازواج پر یہی حج کافی ہے اس کے بعد تم پر کوئی حج فرض نہیں ہے اسی لئے حضرت عمرؓ نے نہایت توقف کے بعد شرح صدر ہونے پر حج پر جانے کی اجازت دی (فتح الباری ج ۴ ص ۵۵۴)

یہاں کسی کو یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ اور عبد الرحمٰن بن عوفؓ ازواج مطہراتؓ کے سفر حج میں ان کے محرم تو نہیں تھے پھر حضرت عمرؓ نے کیسے ان کے

ساتھ حج پر جانے کی اجازت دی؟ علامہ کرمانیؒ کہتے ہیں کہ امت کے سب مرد حضرات ازواج مطہراتؓ کے حق میں محرم ہیں کیونکہ وہ سب مؤمنوں کی مائیں ہیں۔ (عمدہ ج۴ ص۵۵۶) لہٰذا ازواج مطہراتؓ کا ان دو صحابیؓ کے ہمراہ سفر حج کرنا محرم کے ساتھ سفر کرنا ہے۔

علامہ عینی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں کہ: دراصل یہ جواب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اسی طرح کے ایک سوال میں دیا تھا جب حکام الرازی نے حضرت امام صاحبؒ سے پوچھا تھا کیا عورت بغیر محرم سفر کرسکتی ہے؟ جواب میں فرمایا: نہیں، کیونکہ حدیث "نهى رسول الله ﷺ ان تسافر امرأة مسيرة ثلاثة ايام فصاعداً الا ومعها زوجها او ذو محرم منها" (عمدہ ج۴ ص۵۵۶) میں منع کیا گیا ہے حکام رازی کہتے ہیں کہ میں نے کوفہ ہی کے ایک اور عالم ابوسلیمان العزرمی الرازی الکوفیؒ سے یہی مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حدثنی عطاء ان عائشةؓ كانت تسافر بلامحرم (عمدہ ج۴ ص۵۵۶) حضرت عطا تابعیؒ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہؓ بلا محرم سفر کرتی تھیں۔ حکام رازی کہتے ہیں میں نے عزرمیؒ کے اس جواب کا حضرت امام ابوحنیفہؒ کے سامنے ذکر کیا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا: کہ عزرمیؒ اپنی روایت کو نہیں سمجھے، لوگ حضرت عائشہؓ کیلئے محرم ہیں لہٰذا حضرت عائشہؓ (یا دیگر ازواج مطہراتؓ) جس مرد کے ہمراہ بھی سفر کریں گے وہ محرم کے ساتھ ہی سفر ہے۔ کیونکہ محرم وہی ہے جس کے ساتھ ہمیشہ نکاح حرام ہو اور ازواج مطہراتؓ جو امہات المؤمنین ہیں ان سے بالاجماع نص قطعی کی بناء پر تا قیامت نکاح حرام ہے۔ لیکن ازواج مطہراتؓ کے علاوہ دوسری

خواتین کیلئے عام مرد محرم شمار نہیں ہوں گے۔ (عمدہ ج ۷ ص ۵۵۶)

لہٰذا حضرت عثمان غنی اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے ہمراہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے سفر حج پر اعتراض درست نہیں ہوگا۔

نیز ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ان سفری واقعات سے ''بلا محرم سفر'' کے جواز پر بھی استدلال صحیح نہ ہوگا کیونکہ اول تو یہ سفر محرم کے ہمراہ تھا دوم یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انتہائی توقف اور غور خوض کے بعد سرکاری سطح پر غایت درجہ کے اہتمام کے ساتھ حضرات ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو سفر حج پر بھیج دیا تھا جیسا کہ فتح الباری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان طبقات ابن سعد کے حوالہ سے مذکور ہے کہ **منعنا عمر رضی اللہ عنہ الحج و العمرة حتی اذا کان آخر عام فاذن لنا** (فتح الباری ج ۴ ص ۵۵۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیں حج و عمرہ پر جانے سے منع کرتے رہے حتی کہ خلافت کے آخری سال ہمیں جانے کی اجازت دی۔

لہٰذا باوجود امہات المؤمنین ہونے کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابتداءً منع کیا تو عام خواتین کیلئے بلا محرم جانے کی کیسے اجازت ہوگی، پھر جو اہتمام ان ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کیلئے کیا گیا اگر عہد خلافت میں سرکاری سطح پر دیگر خواتین اسلام کیلئے بھی سفر حج میں اسی جیسا اہتمام کرایا جاتا تو غالباً ہمارے لیے بھی صریح احادیث کے مقابل میں یہی عمل محرم کے بغیر جواز سفر کیلئے دلیل بن جاتا اور کہا جاتا کہ کہ سرکاری سطح پر اگر عورتوں کو قابل اعتماد طریقے سے بلا محرم سفر حج کرایا جائے تو درست ہوگا لیکن جب عہد خلافت اور **قرون مشهود لها بالخیر** میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن (جو بالاتفاق امت کی مقدس مائیں ہیں جن کے بارے میں برائی کا سوچنا بھی ایمان سے خدانخواستہ محروم کر

سکتا ہے ان کے متعلق آخر تک توقف کیا گیا اور بالآخر شرح صدر ہو جانے پر اجازت دی گئی اور ان) کے علاوہ دیگر صحابیاتؓ کے سفرِ حج کیلئے اس طرح کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا تو ہمارے لئے اس پرفتن دور میں سرکاری اہتمام کیونکر دلیل بن سکتا ہے۔ اور اگر ان جزوی واقعات سے بلامحرم جوازِ سفر پر استدلال درست قرار دیا جائے تو پھر گزشتہ کی ان بے شمار متواتر المعنی مرفوع احادیث قولیہ جن میں صریحاً عورت کو بلامحرم یا زوج کے کسی قسم کا سفر کرنے کی ممانعت ہے مہمل ہو کر رہ جاتی ہیں، اسی لئے بہت سے متاخرین علماء شوافعؒ نے موالکؒ وشوافعؒ کے مسلک کو حدیث رسول سے متصادم قرار دیا ہے، جبکہ حنفیہؒ اور حنابلہؒ کا مسلک جملہ احادیث کے موافق قرار دیا گیا۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کے بقول امام شافعیؒ کی صریح نص ہے کہ کسی اجنبی مرد کیلئے تنہا عورتوں کو جماعت سے نماز پڑھانا جائز نہیں ہے تا آنکہ نماز پڑھانے والا مرد جماعت میں شامل عورتوں میں سے کسی عورت کا محرم نہ ہو۔ (فتح الباری ج ۴ ص ۵۵۹)

جب اجنبی مرد کا غیر محرم عورتوں کو جماعت کی نماز پڑھانا امام شافعیؒ کے ہاں جائز نہیں ہے۔ جس میں نہ کوئی سفر اور نہ ہی طویل وقت درکار ہے تو پھر عورت کو بغیر محرم کے صرف معتمد دین دار عورتوں کے گروپ کے ساتھ حج جیسے طویل اور پرخطر سفر میں جانا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ حالانکہ محرم یا شوہر کے بغیر سفر میں اجنبی مردوں کے ساتھ تنہائی، غیر مردوں سے اختلاط جیسے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب لازمی امر ہے۔ اور اس پرخطر سفرِ حج میں عورت کو دورانِ سفر کوئی بھی حادثہ غیر اختیاری پیش آ سکتا ہے جس میں معاونت کیلئے غیر مردوں سے مس و اختلاط جیسے بھیانک جرائم کا ارتکاب ہو سکتا ہے۔ جس مقدس عبادت میں اس طرح کے کبیرہ جرائم کا ارتکاب ہو جائے وہ عبادات

اللہ کی رضا کا ذریعہ ہوں گی یا ناراضگی کا؟

لہٰذا جملہ خواتین اسلام کو آنحضو ﷺ کے ان ناصحانہ فرمودات پر عمل پیرا ہو کر اپنی جملہ عبادات اور پورے سفر حج کو اللہ تعالیٰ کی رضاء وخوشنودی کا ذریعہ بنانا چاہئے۔

سفر حج کے لیے شوہر کی اجازت

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ اگر شوہر حج پر جانے کی عورت کو اجازت نہ دے تو کیا عورت کو بلا اجازتِ شوہر اپنے کسی محرم مرد کے ساتھ جانا جائز ہوگا؟

بہت سی احادیث میں یہ مضمون وارد ہے کہ شوہر نفلی عبادات نماز روزہ اور جہاد سے اپنی عورت کو روک سکتا ہے۔ لیکن فرض نماز، روزہ سے نہیں روک سکتا ہے اسی طرح یہاں بھی فرض حج میں جانے سے شوہر کو روکنے کا حق نہیں ہے البتہ نفل حج وعمرہ پر جانے سے روک سکتا ہے، یہی مسلک جمہور اصحاب حنفیہؒ، ابراہیم نخعیؒ، اسحاق بن راہویہؒ، ابوثورؒ اور امام شافعیؒ کی مشہور روایت بھی ہے۔ امام احمدؒ کا بھی یہی مسلک ہے، امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ فرض حج میں شوہر کو اگرچہ روکنے کا حق نہیں ہے لیکن بہتر ہے عورت اپنے میاں سے سفر میں جانے کی اجازت لے چنانچہ مجمع الزوائد ھیثمی میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے اس مالدار عورت کے بارے میں جس کو حج پر جانے کیلئے شوہر اجازت نہیں دیتا پوچھا گیا کیا وہ بغیر اجازت جاسکتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لیس لھا ان تنطلق الا باذن زوجھا (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۹۱) اس کو شوہر کی اجازت لے کر ہی جانا ضروری ہے۔

وعن ابراهيم النخعیؒ فی المرأة تستاذن زوجها فی الحج فلم یاذن لها لم تحج مع ذی محرم (القری محب طبری ص۷۲)
ابراہیم نخعیؒ سے اس عورت کے متعلق فتویٰ پوچھا گیا جو اپنے شوہر سے حج پر جانے کی اجازت مانگ رہی ہو لیکن شوہر نے اجازت نہیں دی کیا وہ پھر بھی حج پر جائیگی؟ فرمایا: شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے محرم کے ساتھ بھی (نفل) حج پر نہ جائے۔ وعن الحسن البصریؒ سئل عن المرأة لها زوج غائب أتحج مع ذی محرم بغیر اذنه ؟قال: تکتب المرأة الیٰ زوجها فان اذن لها حجت مع المحرم (القریٰ لقاصدام القریٰ طبری ج۱ص۷۲)

حضرت حسن بصریؒ سے ایسی عورت کے متعلق پوچھا گیا جس کا شوہر غائب ہے کیا وہ شوہر غائب کی اجازت کے بغیر اپنے کسی محرم رشتہ دار کے ساتھ حج پر جاسکتی ہے۔ جواباً حضرت بصریؒ نے فرمایا: کہ اپنے شوہر کو خط لکھ کر (یا کسی اور ذریعہ سے) معلوم کرے اگر تو اجازت دیدے تو اپنے محرم مرد کے ساتھ حج پر جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا اگر عورت رکنے والی نہ ہو اور شوہر اجازت بھی نہ دے تو کیا محرم کیساتھ جاسکتی ہے؟ فرمایا: نہیں جاسکتی ہے۔ (القریٰ لقاصد ام القریٰ طبری ج۱ ص۷۲)

یہ سب آثار و احادیث نفل حج ہی کے متعلق ہیں فرض حج میں عورت اپنے محرم کے ساتھ شوہر کی اجازت کے بغیر بھی جاسکتی ہے۔ المغنی ابن قدامہ میں ہے، ولیس للرجل منع امرأته من حجة الاسلام وبهذا قال النخعیؒ واسحاق واصحاب الرائے وهو الصحیح من قول الشافعیؒ ...... لانه

فرض فلم یکن له منعها منه کصوم رمضان والصلوات الخمس (المغنی ابن قدامہ ج ۳ ص ۱۹۵) لیکن فرض حج میں جانے کیلئے اگر عورت کا کوئی محرم موجود نہیں یا ساتھ جانے کیلئے تیار نہیں تو شوافعؒ کی مشہور روایت اور جمہور حنفیہؒ کا مسلک یہی ہے کہ عورت کے ساتھ جانا شوہر پر شرعاً لازم نہیں ہے اگر شوہر خرچہ ملنے پر جانے کیلئے تیار ہو جائے تو عورت پر لازم ہے کہ شوہر کو سفری خرچہ دیدے کیونکہ محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا عورت کیلئے لازم ہے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۷ ص ۵۵۹)

عورت کا محرم کون؟

یاد رکھنا چاہئے کہ عورت کا محرم وہ شخص ہے جس سے کبھی بھی نکاح درست نہ ہو جیسے باپ، دادا، بھائی، بیٹا، پوتا، نواسا، داماد، سسر، حقیقی چچا، حقیقی ماموں، وغیرہ اس کو محرم کہتے ہیں خالہ، ماموں چچا پھوپھی کے لڑکے محرم نہیں ہے کیونکہ ان سے نکاح درست ہے اسی طرح بہنوئی (بہن کا شوہر) بھی محرم نہیں ہے البتہ رضاعی بھائی محرم ہے اسکے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔ لیکن یاد رہے کہ محرم ایسا ہو جس سے سفر میں ساتھ رکھنے میں اطمینان ہو اگر ایسا محرم کہ جس کی عصمت وعفت داغ دار ہے یا سفر میں ساتھ رکھنے میں اس پر اطمینان نہیں تو ایسے محرم رشتہ دار کے ساتھ بھی سفر کرنا جائز نہیں خواہ کیسا ہی قریبی محرم ہو۔ بعض عورتیں خواہ مخواہ کسی کو باپ، بیٹا، یا بھائی بنا کر سفر میں ساتھ ہو لیتی ہیں شرعاً اس کی کوئی حیثیت نہیں ان کے ساتھ سفر کرنا اجنبی مرد کے ساتھ سفر کرنے کی طرح حرام ہے۔ منہ بولا بیٹا یا باپ یا بھائی بھی محرم نہیں اس کے وہی احکام ہیں جو اجنبی مردوں کے ہیں۔

عورت کا محرم کے بغیر سفر حج

اکابر اہل فتویٰ کی گرامی قدر آراء کی روشنی میں

اس بارے میں ائمہ متبوعینؒ کے مسالک کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی بعد کے اہل فتویٰ کے مابین بھی اس پر تقریباً سب ہی کا اتفاق ہے کہ بغیر محرم کے عورت کا سفر حج حرام ہے محرم یا شوہر ساتھ ہونا ضروری ہے۔

۱......فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے۔والمحرم فی حق المرأة شرط شابة کانت اوعجوزة اذا کانت بینها وبین مکه مسیرة ثلاثة ایام (فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۲ ص ۴۳۴) عورت کیلئے محرم ساتھ ہونا شرط ہے خواہ عورت جواں ہو یا بوڑھی ہو جب اس کے اور مکہ کے مابین تین دن کی مسافت ہو۔

۲......فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ومنها المحرم للمرأة شابة کانت او عجوزة ....الخ (فتاویٰ عالمگیریہ ج ۱ ص ۲۱۹) (حج کی ادائیگی فوری واجب ہونے کی شرائط میں سے) ایک شرط عورت کیلئے محرم کا ہونا ہے خواہ عورت جوان ہو یا بوڑھی

۳......النتف فی الفتاویٰ میں ہے۔فاما الذی هو بالشرط فهو حج المرأة اذا وجدت محرما بعد هذه الاسباب السبعة فیکون علیها الحج وان لم تجد محرما فلیس علیها الحج ...... (ج ۲ ص ۳۰۳) عورت پر حج لازم ہونے کیلئے ان سات اسباب کے علاوہ یہ بھی شرط ہے کہ جب اس کا محرم

میسر ہوتو اس پر حج کی ادائیگی لازم ہوگی اور اگر محرم میسر نہ ہوتو امام اعظم ابو حنیفہؒ اور ان کے جملہ اصحاب کے مذہب کے مطابق اس پر حج کی ادائیگی لازم نہ ہوگی

۴...... فقہ حنفیؒ کی مشہور ترین کتاب بدائع الصنائع میں ہے۔ واما الذی یخص النساء فشرطان احدھما ان یکون معھا زوجھا او محرم لھا .... والثانی ان لاتکون معتدۃ عن طلاق او وفاۃ .... (بدائع الصنائع ج ۲ ص ۱۲۳ تا ۱۲۴)

حج کی جو شرائط عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں وہ دو ہیں۔

ایک یہ کہ اس کے ساتھ شوہر یا اس کا محرم ہو اگر محرم میسر نہ ہوتو اس پر حج فرض نہیں ہے۔

دوسری شرط کہ عورت طلاق یا شوہر کی وفات کی عدت میں نہ ہو کیونکہ عدت کے دوران اللہ تعالیٰ نے عدت والی عورت کو گھر سے نکلنے سے منع کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ولا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن . (ان عدت والی عورتوں کو ان کے عدت کے گھروں سے نہ نکالو نہ وہ خود نکلیں۔) حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ نے کئی عدت والی عورتوں کو جو کہ حج کے لیے نکلی تھیں مقام ذوالحلیفہ سے ہی واپس پھیر دیا۔ (بدائع الصنائع ج ۲ ص ۱۲۴)

(اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔)

۵...... فتاویٰ قاضی خان میں ہے واجمعوا علیٰ ان العجوز لا تسافر بغیر محرم ولا تخلو برجل شابا کان او شیخاً فقہاء کا اجماع ہے اس بات

پر کہ عورت بھی بغیر محرم کے سفر نہ کرے اور نہ کسی اجنبی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے عام ازیں کہ وہ اجنبی شخص جواں ہو یا بوڑھا۔ (فتاویٰ قاضی خان ج ا ص ۸۷)

اس کے علاوہ بھی دیگر بہت سے فقہاء کرام، مفتیان عظام اور محدثین ومفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ عورتوں کے لیے محرم کے کوئی بھی سفر کرنا (بشمول سفر حج) جائز نہیں۔

ہم یہاں صرف برصغیر کے اردو فتاویٰ کی چند تصریحات پر اکتفاء کریں گے۔

عورت پر محرم کا سفری خرچ لازم ہے۔

۶ ...... حکیم الامت حضرت تھانویؒ ''امداد الفتاویٰ'' میں اس سوال کے جواب میں کہ جس مالدار عورت کو محرم میسر نہ ہو یا محرم کا سفری خرچ میسر نہ ہو سکے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ کے جواب میں لکھتے ہیں: اگر (عورت کے پاس موجود) روپیہ کی مقدار اتنی ہے کہ صرف اس عورت کے حج کو کافی ہو جائے تب تو حج فرض ہی نہیں فتاویٰ شامی میں ہے "فتشترط ان تكون قادرة علىٰ نفقتها ونفقته" (فتاویٰ شامی ج ۲ ص ۴۶۴ طبع مکہ مکرمہ)

اگر دو شخصوں کے لائق خرچ ہے تو نفس وجوب تو اس پر ہو گیا ہے وجوب ادا نہیں ہوا بوجہ محرم نہ ہونے کے۔ اس لیے اس کو اجنبی کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں لیکن روپیہ محفوظ رکھے شاید کوئی محرم میسر ہو جائے۔ اور اگر اخیر عمر تک محرم میسر نہ ہو تو وصیت کر جائے کہ مرنے کے بعد اس کی طرف سے حج بدل کرا دیا جائے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۵۶، الحج)

عورت کو حج کی ادائیگی کب فرض ہوگی؟

۷...... مفتی اعظم ہند حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ:

''عورت کو حج پر جانا بدون کسی محرم یا شوہر وغیرہ کے جائز نہیں ہے اور عورت پر حج اس وقت فرض ہوتا ہے کہ اس کے پاس اس قدر روپیہ ہو کہ دونوں کا خرچ وہ اٹھا سکے یعنی اپنا خرچ اور محرم کا خرچ اٹھا سکے اور مرد کے ذمہ حج اس وقت فرض ہوتا ہے کہ علاوہ اپنے خرچ کے اپنے اہل وعیال کیلئے مدت سفر کا خرچ کافی چھوڑ جاوے اور جو کچھ قرضہ ہو وہ سب ادا کر دے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند ج۶ ص۵۲۲)

بوڑھی عورت کو بھی سفر میں محرم ضروری ہے۔

۸...... حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: عورت خواہ کتنی بوڑھی ہو اس کے لیے بلامحرم سفر حج حرام ہے اگر چہ اس کے ساتھ دوسری عورتیں بھی اپنے محارم کے ساتھ ہوں تو بھی جائز نہیں۔ اگر مرتے دم تک محرم میسر نہ ہو تو اس پر حج بدل کی وصیت فرض ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج۴ ص۵۲۲ الخ)

عورت نے غیر محرم یعنی اجنبی کے ساتھ حج کیا تو......؟

۹...... فتاویٰ دار العلوم دیو بند میں ہے کہ عورت نے کسی غیر محرم مرد کے ساتھ جا کر حج ادا کر لیا تو حج اس کا ادا ہو گیا اور فرض ساقط ہو گیا اور غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کا گناہ اس پر ہوا لہٰذا توبہ واستغفار کرے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۵۲۲)

فرض حج کے لیے شوہر کی اجازت ضروری نہیں۔

۱۰...... عورت پر حج فرض ہو تو شوہر اس کو حج پر جانے سے نہیں روک سکتا۔

اگر شوہر ساتھ نہ جائے تو دوسرے محرم کے ساتھ حج کرسکتی ہے اور بلا محرم کے جانا مکروہ تحریمی (حرام) ہے، شامی میں ہے لیس لزوجها منعها عن حجة الاسلام ولو حجت بلا محرم جاز مع الكراهة اى التحريميه (شامی) اسی طرح عورتوں کے گروپ کے ساتھ بھی اپنے محرم کے بغیر سفر کرنا درست نہیں ۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۳۹)

ہوائی جہاز کے چند گھنٹوں کے سفر شرعی میں بھی محرم ہونا ضروری ہے۔

۱۱...... حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانیؒ لکھتے ہیں: شریعت میں عورتوں کے لیے گنجائش نہیں ہے کہ وہ تین دنوں کی مسافت کا سفر اپنے شوہر یا محرم رشتہ دار کے بغیر کرے چنانچہ حج ان پر واجب ہی اسی وقت ہوتا ہے جب محرم ہونے کی سہولت بھی میسر ہو آجکل ہوائی سفر کی سہولت کی وجہ سے ایسی صورتحال پیش آتی ہے کہ مثلاً ایک شخص اپنی والدہ کو کراچی یا بمبئی سے ہوائی جہاز پر سوار کردے اور جدہ میں اسی حاجن خاتون کا دوسرا بیٹا استقبال کو موجود رہے اس طرح ہوائی جہاز پر صرف چند گھنٹے ایسے گذرتے ہیں جس میں کوئی محرم ساتھ نہیں ہوتا آیا یہ صورت جائز ہوگی؟

اس سلسلہ میں اصولی طور پر یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ سفر شرعی کے لیے وقت کی تحدید مطلوب نہیں بلکہ مقدار مسافت یعنی ۸۰ کلومیٹر مسافت معتبر ہے اس طرح ظاہر ہے کہ ہوائی جہاز کا یہ سفر گو کہ چند گھنٹوں کا ہے مگر وہ سفر شرعی ہی ہوگا یہی وجہ ہے کہ اس مختصر وقت میں بھی نمازوں میں قصر کیا جائے گا لہٰذا اس قلیل عرصہ میں بھی خواتین کیلئے شوہر یا محرم کے بغیر سفر درست نہیں ہوگا۔ (جدید فقہی مسائل ص ۱۳۵ مولانا خالد سیف اللہ رحمانیؒ)

۱۲......حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں اسی قسم کے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

جواب: محرم کے بغیر عورت کو تین دن یا اس سے زیادہ کے سفر کی آنحضرت ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے کیونکہ ایسے طویل سفر میں اس کا اپنی عزت وعصمت کو بچانا ایک مستقل مسئلہ ہے اور اس ناکارہ کے علم میں ہے کہ بعض عورتیں محرم کے بغیر حج پر گئیں اور گندگی میں مبتلا ہو کر واپس آئیں۔ علاوہ ازیں ایسے طویل سفر میں حوادث پیش آسکتے ہیں عورت کو اٹھانے، بٹھانے کی ضرورت پیش آسکتی ہے اگر کوئی محرم ساتھ نہیں ہوگا تو عورت کے لیے یہ تمام تر دشواریاں پیش آئیں گی۔ (ج ۴ ص ۷۹)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ''عورت بغیر محرم کے حج کے لیے نہیں جاسکتی اس میں عمر کی کوئی قید نہیں۔ اگر محرم میسر نہ ہو تو اس پر حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے لہٰذا اس صورت میں نامحرم کے ساتھ جانا جائز نہیں ہے اگر چلی گئی تو حج تو ادا ہو جائے گا البتہ سخت گنہگار ہوگی۔ اگر آخر حیات تک اسے حج پر جانے کے لئے محرم میسر نہ ہوا تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اسکی طرف سے حج بدل کرایا جائے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل از لدھیانوی شہیدؒ ج ۴ ص ۸۶)

۱۳......استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے مجموعہ فتاویٰ بنام ''خیر الفتاویٰ'' میں اسی قسم کے سوال کے جواب میں مذکور ہے: مذہب حنفی کے مطابق عورت خاوند یا محرم کے بغیر سفر حج نہیں کرسکتی بلکہ مسافت شرعی سے کم سفر بھی اس فتنہ وفساد کے دور میں حضرات شیخینؓ کے فرمان کے مطابق درست نہیں............

حضرات فقہاء کرام اور محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت نے محرم ہونے کو استطاعت سبیل میں شمار کیا ہے۔ حسن بصریؒ، ابراہیم نخعیؒ، امام اعظم ابو حنیفہؒ ان کے اصحاب، امام احمدؒ، اسحاق بن راہویہؒ، ابو ثورؒ اور دیگر بہت سے فقہاء حضرات کا مسلک ہے کہ محرم یا شوہر ساتھ میسر ہونا استطاعت سبیل میں شامل ہے اگر عورت کو دونوں میں سے کوئی ایک میسر نہ ہو تو اس پر حج فرض نہیں ہوتا۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۱۰) علامہ ابن المنذرؒ فرماتے ہیں امام مالکؒ، امام شافعیؒ، وغیرہ حضرات نے جو شرط ''ثقہ عورتوں'' کی لگائی ہے اس سلسلہ میں ان حضرات کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ امام ابوبکر رازیؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے محرم کی شرط کا اعتبار نہیں کیا حالانکہ اس پر صریح نص (حدیث صحیح) موجود ہے، اور عورت کے ساتھ ''ثقہ عورت'' ساتھ ہونے کی شرط لگائی حالانکہ اس کا حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۰۳)

۱۴...... زبدۃ المناسک میں قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ لکھتے ہیں: ''آزاد عورت کے حق میں محرم امین یا زوج کا ہونا شرط ہے یہ شرط اس وقت ہے کہ عورت کے وطن اور مکہ مکرمہ کے درمیان شرعی سفر کی مسافت ہو پس اگر شرعی مسافت کم ہے تو اس عورت کو کوئی محرم یا اپنے شوہر کے بغیر بھی حج کے لیے جانا فرض ہے کیونکہ عورت کو بغیر محرم اور شوہر کے قدر سفر سے کم مسافت میں سفر کرنا جائز ہے۔ ہاں کسی فساد وغیرہ کا اندیشہ ہو تو پھر اس قدر سے کم میں بھی عورت کو سفر کرنا بغیر زوج یا محرم کے مکروہ ہے۔ اور ملا علی قاریؒ نے فرمایا ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں کے فساد کی وجہ سے اس قول پر فتویٰ دیا جائے۔ (زبدۃ المناسک ص ۳۲)

چند گھنٹوں کا ہوائی سفر بھی بلا محرم جائز نہیں۔

۱۵......فقیہ الامۃ حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ فتاویٰ محمودیہ میں لکھتے ہیں:

کراچی یا بمبئی سے جدہ تک بذریعہ ہوائی جہاز سفر چند گھنٹوں کا سفر بھی سفر شرعی ہی ہے اس پر احکام شرعی مرتب ہوتے ہیں۔ لہٰذا سفر شرعی (۴۸ میل) کی بغیر محرم یا بغیر شوہر کے عورت کو اجازت نہیں ہے خواہ کسی بھی سواری سے ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۲۰۱)

علامہ کشمیریؒ کی رائے گرامی اور ان کا تفرد

متقدمین فقہاء اور متاخرین اہل فتویٰ کی ان گرامی قدر آراء کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے میں محدث العصر علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے گرامی بھی یہاں نقل کردی جائے جو اگرچہ علامہ کا تفرد ہے لیکن مسئلہ کو مختلف پہلوؤں سے سمجھنے میں ضرور اس سے آسانی ہوگی۔ فرماتے ہیں: "ممانعت سفر بلا محرم کی تمام احادیث عام اسفارِ حاجات سے متعلق ہیں۔ سفر حج فرض سے ان کا تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا اگر فتنہ کا گمان نہ ہو اور حج کو جانے والی دوسری ثقہ معتمد عورتوں کا بھی ساتھ ہونے سے اطمینان ہو تو بغیر محرم کے بھی فریضۂ حج ادا کرسکتی ہے۔ دوسرے اسفار میں بھی فتنہ پر مدار ہے اگر تین دن سے کم کے سفر میں خوف فتنہ ہو تو وہ بھی بغیر محرم کے جائز نہ ہوگا میرے نزدیک حنفی مذہب کی بھی یہی تحقیق ہے اگرچہ کسی نے اس کی صراحت نہیں کی۔ (ملفوظات کشمیریؒ ص ۲۱۵ بقلم سید احمد بجنوریؒ)

راقم الحروف (علامہ بجنوریؒ) عرض کرتا ہے کہ علامہ کشمیریؒ کی یہ رائے گرامی احادیث کے اصولِ درایت کے پیش نظر کافی وزن دار معلوم ہوتی ہے چنانچہ اسی لیے امام ترمذیؒ نے

ممانعتِ سفر کی حدیث لا تسافر...... الخ کو آ کر کتاب میں ابواب الرضاع میں لائے ہیں کتاب الحج میں نہیں لائے۔ امام بخاریؒ ابوابِ سفر ص ۱۴۸ میں لائے پھر کتاب الحج میں بھی ص ۲۵۰ پر لائے جہاں غالباً حج نفل کی ترغیب مقصود ہے۔ نیز امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور فی روایۃ امام احمدؒ نے بھی حدیث مذکور کو حج نفل اور دیگر قسم کے اسفار پر محمول کیا ہے ممکن ہے بقول علامہ کشمیریؒ کے حنفی مذہب کی بھی یہی تحقیق ہو کہ ممانعتِ سفر والی جملہ احادیث فرض حج سے متعلق نہ ہوں۔ پس بقول علامہ کشمیری جس عورت نے محرم میسر نہ ہونے کی بناء پر فرض حج نہ کیا ہو اس کو چاہئے کہ وہ ثقہ عورتوں کے ساتھ حج ادا کرے اور خدا تعالیٰ کا فرض ترک نہ کرے۔

لیکن علامہ کشمیریؒ نے بھی وہی شرط لگا دی ہے کہ "فتنہ کا گمان نہ ہو ثقہ عورتوں کا ساتھ ہونے سے اطمینان نفس ہو" اور حج جیسے کھٹن سفر میں اطمینان ہونا سخت دشوار گذار ہے لہٰذا اصول درایت حدیث کی رو سے اگر چہ دیگر ائمہؒ اور علامہ کشمیریؒ کی رائے وزنی ہے لیکن زمانہ کے پُرفتن حالات وواقعات کے پیش نظر قطعاً قطعاً بغیر محرم کے سفر کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے یہی شریعت کا حکم بھی ہے۔ جیسا گذر چکا۔

خواتین کے لئے دیگر اہم مسائل حج

عدت کے دوران عورت کا سفرحج:۔

اگر کسی عورت کو حج کے مہینوں میں طلاق ہو جائے یا اس کے خاوند کا انتقال ہو جائے تو اس کے لیے مناسب نہیں کہ اسی سال حج کیلئے جائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ

نے اس پر عدت پوری ہونے تک شوہر کے گھر میں ٹھہرنا واجب کر دیا ہے لہٰذا سوائے شدید ضرورت کے عدت والے گھر سے باہر نکلنا عورت کے لیے جائز نہیں ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینہ** (پ ۲۸ الطلاق)

چنانچہ جمہور حنفیہ (اور مالکیہ وحنابلہ فقہاء) کے ہاں عدت گذارنے والی عورت کو سفر حج کیلئے بھی عدت والے گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے اگر چلی جائے تو احرام اور حج صحیح تو ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کی صریح نافرمانی کی بناء پر سخت گنہگار ہوگی۔

چنانچہ متقدمین ومتاخرین جملہ فقہاء واہل فتویٰ نے عورت کے جوازِ سفرِ حج کیلئے جس طرح محرم ہمراہ ہونا شرط قرار دیا ہے اسی طرح عدت میں نہ ہونے کی بھی شرط قرار دیا ہے۔

فتاویٰ شامی میں ہے: **لاتخرج منه حتّٰی تمضی عدتها** (شامی ج ۲ ص ۴۶۵، الحج) ترجمہ: (عورت حج کیلئے) عدت والے گھر سے عدت گذرنے تک نہیں نکلے گی۔

بدائع الصنائع میں ہے: **والثانی ان لا تکون معتدة عن طلاق او وفاة......** (بدائع ج ۲ ص ۱۲۳) عورتوں کے لیے سفر حج میں دو شرطیں مخصوص ہیں اول محرم ہمراہ ہونا دوم عدت کے ایام میں نہ ہونا۔

فتاویٰ رحیمیہ میں ہے: عدت کی حالت میں عورت کو حج کیلئے سفر کرنے کی شرعاً اجازت نہیں۔ اگر جائے گی تو سخت گنہگار ہوگی آئندہ سال یا جب منظوری مل جائے محرم کے ہمراہ حج کیلئے جائے اگر خدانخواستہ آخر تک اجازت نہ ملی یا محرم نہ مل سکا

تو حج بدل کی وصیت کر جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۳۹)

معلم الحجاج میں ہے کہ: عورت کیلئے حج کو جانا اس وقت واجب ہے جب عدت میں نہ ہو اگر عدت میں ہے تو جانا واجب نہیں اور عدت چاہے موت کی ہو یا فسخ نکاح اور طلاق وغیرہ کی ہو اور طلاق خواہ رجعی یا بائن ہو سب کا ایک حکم ہے۔ (معلم الحجاج، زبدۃ المناسک گنگوہیؒ ص ۳۴)

کسی عورت کا سفر حج میں انتقال ہو جائے۔

فقیہ العصر علامہ مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ لکھتے ہیں: اگر عورت (یا مرد) پر اسی سال حج فرض ہوا تھا تو راستہ میں (وقوف عرفہ سے قبل) موت واقع ہونے سے (حج کی ادائیگی کا) فرض ساقط ہو گیا (حج بدل یا اس کی وصیت لازم نہیں ہوگی، نوٓر) اور اگر حج پہلے ہی فرض ہو چکا تھا تو امسال حج پر جانے میں اگر تو وقوف عرفہ کے بعد انتقال ہوا تو فرض حج ادا ہو گیا اور اگر وقوف عرفہ سے قبل ہی انتقال ہوا تو (حج کی ادائیگی کا) فرض ساقط نہ ہوگا حج بدل کی وصیت کرنا فرض ہے بشرطیکہ اس کے تہائی مال سے حج بدل ادا ہو سکے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۲۳)

احرام سے حلال ہونے کیلئے بال کتروانا

مردوں کیلئے حج میں حلق ہی افضل ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج عمرہ میں بالوں کا حلق کرنے والوں کیلئے دو بار مغفرت و رحمت کی دعا فرمائی ہے۔

البتہ عورتوں کیلئے لٹکنے والے بالوں کے گچھے میں آخری کنارے سے پورے کے بقدر چوتھائی حصے کے بال کتروانا کافی ہے یہی عورتوں کیلئے بالاجماع

مشروع مقدار ہے۔ (معارف السنن ج ۶ ص ۲۸۵)

اس کے برعکس عورتوں کا سر کے بالوں کو مردوں کی طرح بالکل چھوٹے کرنا یا حلق کرنا سخت ممنوع ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ: نهى رسول الله ﷺ ان تحلق المرأة راسها (ترمذی کتاب الحج)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو سر کے بالوں کا حلق کرنے سے منع فرمایا ہے۔

یہی حدیث نسائی کتاب الزینہ باب النهی عن حلق المرأة راسها میں بھی ہے، اور ابو داؤد شریف میں حضرت ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ: ليس على النساء الحلق وانما على النساء التقصير (ابو داؤد شریف باب الحلق والتقصير)

ترجمہ: عورتوں کو سر کے بال مونڈھنا نہیں بلکہ ان کے لیے کتروانا ہی کافی ہے۔

مجمع الزوائد ھیثمی میں یہی حدیث حضرت عائشہؓ اور حضرت عثمانؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۶۶)

لہٰذا پوروں کے بقدر مشروع مقدار سے اس قدر زیادہ بال کٹوانا کہ مردوں کی مشابہت ہو جائے جائز نہیں ہے حج کے علاوہ عام حالات میں تو بطریق اولیٰ اس طرح بال چھوٹے کروانا ناجائز اور حرام ہوگا۔

یاد رہے بعض روایات میں حضرت میمونہ کا حج سے واپسی پر مکہ کے باہر مقام سرف میں دفن کئے جائے کے وقت محلوقة الرأس (سر کے بال مونڈھے ہوئے

ہونا) ثابت ہے۔

جمہور محدثین کے ہاں حضرت میمونہؓ نے آنحضرت ﷺ کے وفات کے بعد ترک زینت کی غرض سے ایسا کیا تھا اس سے قطعاً قطعاً زندگی میں بالوں کو مونڈھنا جائز ثابت نہیں ہوسکتا ہے۔ (تفصیلی جواب کیلئے معارف السنن علامہ بنوریؒ ج ۶ ص ۲۸۷، فتح الملہم علامہ عثمانیؒ)

چہرہ کا احرام اور پردہ

احرام کی حالت میں عورت کے لیے اپنے چہرے پر کپڑے لگانا منع ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **المحرمة لاتنتقب** (**ابو داؤد شریف کتاب الحج باب مایلبس المحرم**) احرام والی عورت چہرہ پر نقاب نہ ڈالے۔

ترمذی شریف میں بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! احرام کی حالت میں آپ ہمیں کن کپڑوں کے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ آنحضور ﷺ نے تفصیل سے جواب دیا جس میں آگے فرمایا: **ولاتنتقب المرأة** (**ترمذی شریف کتاب الحج باب مالایجوز للمحرم**) احرام والی عورت چہرہ پر نقاب نہ ڈالے۔

البتہ نامحرم مردوں سے پردہ کرنا بھی اپنی جگہ ضروری ہے اس لئے احرام کی حالت میں سر پر کوئی ہیٹ وغیرہ لگا کر اس کے اوپر سے نقاب ڈالنا چاہئے تاکہ چہرہ پر کپڑا بھی نہ لگے اور پردہ بھی ہوجائے۔ مسند احمد اور ابوداؤد شریف میں حضرت عائشہ

صدیقہؓ کی روایت ہے کہ کان الرکبان یمرون بنا ونحن مع رسول اللہ ﷺ محرمات فاذا حاذوا بنا سدلت احدانا جلبابها من رأسها علی وجهها فاذا جاوزنا کشفناه. (ابوداؤد شریف) ترجمہ: ہم عورتیں حضور ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں ہوتیں اور سوار ہمارے قریب سے گذرتے، تو جب وہ ہمارے قریب آتے تو ہم اپنی چادر چہرہ پر گرا لیتے تھے اور جب وہ آگے گذر جاتے تو ہم چہرہ کھول لیتے۔

اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے کہ ان علیا کان ینهی النساء عن النقاب وهن حرم ولكن يسدلن الثوب عن وجوهن سدلاً (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۹۱)

ترجمہ: حضرت علیؓ عورتوں کو احرام کی حالت میں نقاب ڈالنے سے منع فرمایا کرتے تھے لیکن ہدایت فرماتے تھے کہ عورتیں اپنے چہرہ پر کپڑا لٹکا لیا کریں۔

مجمع الزوائد میں حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے فرماتی ہیں كنا نكون مع النبی ﷺ ونحن محرمات فيمر بنا الراكب فتسدل احدانا الثوب علی وجهها من فوق رأسها وربما قالت من فوق الخمار (مجمع الزوائد ج ۳ حدیث نمبر ۵۳۳۳ کتاب الحج)

ترجمہ: ہم عورتیں آنحضور ﷺ کے ہمراہ حالت احرام میں ہوتیں سوار ہمارے قریب سے گذرتے تو ہم سر کے اوپر سے چادر چہرے پر لٹکا دیتے یا سر کی اوڑھنی کے اوپر سے نقاب ڈال دیتے۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام کی حالت میں اگرچہ عورت نقاب

نہیں باندھے گی لیکن نامحرم مردوں کے سامنے بے پردہ بھی نہیں رہے گی بلکہ اوپر سے کپڑا لٹکالے گی تا کہ نامحرم مردوں سے پردہ بھی ہو جائے اور چہرہ پر کپڑا بھی نہ لگے۔

مسند شافعی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے جس میں انہوں نے احرام کی حالت میں چہرہ پر نقاب ڈالنے کا طریقہ بتلایا: **عن عطاء عن عبد الله بن عباسؓ قال : تدلی علیها من جلابیبها ولا تضرب به قلت: ومالا تضرب به فأشار الی کما تجلب المرأة ثم اشار الیٰ ما علیٰ خدها من الجلباب فقال لاتغطّیه فتضرب به وجهها ولکن تسدله علیٰ وجهها کما هو مسدولاً** (مسند شافعی بحوالہ ماہنامہ البلاغ ص ۵۳ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ)

ترجمہ: حضرت عطاءؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ محرمہ عورت اپنی برقعہ کی چادر آگے کی طرف لٹکالے گی اور اسے چہرہ پر نہیں لگائے گی حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کیسے نہیں لگائے گی؟ آپ نے اشارہ سے بتلایا جیسے عورت برقعہ کی چادر اوڑھتی ہے پھر چادر کا جو حصہ آپ کے رخسار کے پاس تھا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس چادر سے چہرہ اس طرح نہیں چھپائے گی کہ یہ اس کے چہرہ سے لگے بلکہ یہ چادر اپنے چہرہ کے سامنے لٹکائے گی۔

فتح الباری میں علامہ عسقلانیؒ نے علامہ ابن المنذرؒ کا بیان نقل کیا ہے: **قال ابن المنذرؒ : اجمعوا علیٰ ان المرأة تلبس المخیط کله والخفاف وان لها ان تغطی رأسها وتستر شعرها الا وجهها فتسدل علیه الثوب سدلا خفیفاً تستربه عن نظر الرجل ولا تخمره.** (فتح الباری ج ۴ ص ۱۸۸ کتاب الحج)

ترجمہ: علامہ ابن المنذرؒ کہتے ہیں کہ بالاجماع احرام والی عورت سلے ہوئے ہر طرح کے کپڑے اور موزے پہن سکتی ہے اور احرام کی حالت میں سر اور بالوں کو ڈھانپ کر رکھے گی البتہ چہرہ پر اس طرح کپڑا لٹکائے گی کہ لوگوں کی نگاہوں سے پردہ ہو جائے، چہرہ کو ڈھانپ نہیں لے گی۔

چنانچہ چہرہ کے سامنے اس طرح چادر لٹکانے کو بعض حنفی فقہاءؒ نے تو مستحب قرار دیا ہے اور بعض نے جائز لیکن اکثر فقہاء کرامؒ کی رائے میں یہ واجب ہے۔ علامہ ابن نجیمؒ مصری نے البحر الرائق میں ان مختلف اقوال میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ اگر غیر محرم موجود نہ ہوں تو چہرہ کے سامنے چادر لٹکا لینا مستحب ہے۔ (تاکہ اچانک کسی نامحرم مرد کے سامنے آنے سے بے پردگی نہ ہو) اور اگر غیر محرم موجود ہوں اور چہرہ کے سامنے چادر لٹکا لینا ممکن ہو تو پھر یہ واجب ہے اور اگر کسی وجہ سے چادر لٹکانا ممکن نہ ہو تو پھر مردوں پر اپنی نظریں جھکا لینا لازم ہے۔

بہر حال آج کل عورت کا چہرہ کھلا رکھنے میں جو فتنہ کا اندیشہ ہے وہ کسی سے مخفی نہیں خصوصاً حرمین شریفین میں حد درجہ اختلاط اور پھر عدم احتیاط کی وجہ سے جو صورتحال پیش آتی ہے اس سے ہر زائر واقف ہے۔ اس لیے حالت احرام میں بلا ضرورت چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔ البتہ اگر شدید مجبوری ہو اور چہرہ کے سامنے کپڑا لٹکانے کی صورت میں چلنا مشکل ہو یا سخت ہجوم میں کوئی نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہو جیسے حج کے طواف، سعی اور رمی کرتے ہوئے اس قسم کی صورتحال پیش آتی ہے تو ایسی صورت میں عورت کے لیے چہرہ کھلا رکھنے کی گنجائش ہے لیکن اس صورت میں مردوں پر لازم ہے کہ وہ نگاہیں نیچی رکھیں، قصداً غیر محرم عورت کے چہرہ

کی طرف نہ دیکھیں۔ (ماہنامہ ابلاغ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ بتغییر کثیر)

معلم الحجاج میں ہے کہ: عورتوں کو دوران احرام بھی چہرہ غیر مردوں سے چھپانا لازم ہے چہرے پر نقاب ڈال رکھیں البتہ چہرے پر نقاب یا چادر اس طرح ڈال رکھیں کہ چہرہ کو نہ لگے۔ اگر ہوا کی وجہ سے بار بار کپڑا چہرے کو لگے تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں فارغ ہو کر کچھ صدقہ کر دیں۔ سر کے بالوں کی حفاظت کیلئے سر پر کپڑا، رومال یا اسکارف باندھا جائے تو بھی درست ہے لیکن وضو کے دوران اسی اسکارف پر مسح کیلئے ہاتھ پھیرنا جائز نہیں بلکہ بالوں کا مسح کرنا ضروری ہے ورنہ وضو کے ساتھ نماز بھی درست نہ ہوگی۔ (معلم الحجاج)

معلم الحجاج میں ہے کہ عورت کیلئے صرف چہرہ اور مرد کیلئے احرام میں سر اور منہ دونوں ڈھانکنا منع ہے اگر مرد نے احرام کی حالت میں سارا سر یا چہرہ یا چوتھائی سر یا چوتھائی چہرہ کسی ایسی چیز سے ڈھانکا جس سے عادۃً ڈھانکتے ہیں جیسے عمامہ، یا ٹوپی یا اور کوئی کپڑا سلا ہوا یا بغیر سلا، سوتے یا جاگتے میں، قصداً یا بھول کر، اپنی مرضی سے یا زبردستی، عذر سے یا بلا عذر بہر صورت جزا واجب ہوگی اگر ایک دن مکمل یا پوری رات ڈھانکا رہا تو ایک (بکری کا) دَم واجب ہوگا اور ایک دن سے کم یا ایک رات سے کم ڈھانکا تو صدقہ واجب ہوگا۔ مقدار صدقہ نصف صاع (تقریباً دو سیر) گیہوں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۱۹، معلم الحجاج ص ۲۵۳)

عورتیں رات کو رمی کرسکتی ہیں۔

تینوں جمروں (شیطانوں) کو کنکریاں مارنا ہر مرد و عورت حاجی پر واجب

ہے لیکن ایسا مرض یا ضعف شدید کہ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے اور پیدل یا سواری پر بھی وہاں تک پہنچنا دشوار ہو تو دوسرا آدمی اس کی طرف سے رمی کر سکتا ہے۔ (معلم الحجاج)

لیکن محض لوگوں کے ازدحام اور سخت بھڑ بھاڑ کی وجہ سے کوئی دوسرا شخص کسی کی طرف سے رمی نہیں کر سکتا۔ عورت بھی اگر دن کو ازدحام کی وجہ سے کنکریاں نہ مار سکے تو رات کے وقت ازدحام نہیں ہوتا رات کے وقت معذورین اور عورتوں کیلئے بلا کراہت کنکریاں مارنا درست ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۳۵)

ویزا یا سپورٹ کیلئے رشوت دینا پڑے تو......؟

حج کے پاسپورٹ کی وصولیابی یا حج ویزا کے حصول کے لیے رشوت دیئے بغیر چارہ نہ ہو تو دفع ظلم اور اپنے جائز حق کو حاصل کرنے کیلئے رشوت دینی پڑے تو گنجائش ہے بشرطیکہ دوسرے کے حق میں تلفی نہ ہو جس کی رعایت ضروری ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۱۸)

سفر حج کے دوران محرم یا شوہر کا انتقال ہو جائے۔

خواتین کے لیے حج وغیرہ کے سفر کے جواز کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ عدت کے ایام میں نہ ہوں۔

۱...... چنانچہ اگر سفر شروع کرنے سے قبل عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو سفر شروع کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ شرعا عدت کے گھر سے باہر نکلنا ایسی عورت کو ممنوع ہے جس طرح محرم کے بغیر حج کو جانا منع ہے۔

۲......لیکن اگر سفر شروع کرنے کے بعد شوہر کا انتقال ہو جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو احرام باندھنے سے قبل ہی مثلاً اسلام آباد یا لاہور سے آتے ہوئے کراچی میں انتقال ہو جائے ایسی صورت میں عورت کو واپس اپنے گھر لوٹنا چاہئے کیونکہ ابھی اس نے احرام نہیں باندھا ہے اور اس کے حج یا عمرہ کا عمل شروع نہیں ہوا۔ اور عدت شروع ہو جانے کی وجہ سے اس پر حج کی فرضیت نہیں رہی۔ لہٰذا اس کا وہی حکم ہے جو گھر سے نکلنے سے قبل شوہر کی وفات ہو جانے کی صورت میں ہے۔

۳......لیکن اگر احرام باندھنے کے بعد جدہ کی طرف طیارہ کے پرواز کرنے کے بعد جہاز کے اندر یا جدہ پہنچ کر یا مکہ میں انتقال ہو جائے ان سب صورتوں میں عورت اپنا حج عمرہ ادا کر سکتی ہے۔

۴......اگر شوہر کا انتقال مدینہ میں حج سے پہلے ہو جائے تو امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کے لیے مدینہ سے مکہ حج کیلئے جانا درست نہیں خواہ محرم ساتھ ہو، کیونکہ مدینہ سے مکہ کی مسافت، سفر شرعی (۷۷ کلومیٹر) کی مسافت سے زیادہ ہے لہٰذا امام صاحب کے ہاں ایسی عورت مدینہ میں قیام کر کے عدت گذارے گی۔ صاحبینؒ (امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ) کے نزدیک اس صورت میں اگر محرم ہو تو وہ حج کیلئے مکہ جا سکتی ہے۔ یہی مفتی بہ قول ہے۔ لیکن اگر محرم نہ ہو تو بالاتفاق اس کیلئے مکہ کا سفر کرنا جائز نہیں ہے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے۔ وفی قولهما جاز ان تخرج اذا کان معها محرم ولا تخرج بغیر محرم بالاجماع (تاتارخانیہ ج۲ ص۴۳۵)

صاحبین کے قول کے مطابق اگر ایسی عورت محرم کے ساتھ ہو تو نکلنا جائز ہے اور بغیر

محرم کے نکلنا بالا جماع جائز نہیں۔

لیکن اندازہ کیا جائے کہ ایسی عورت جس کے شوہر کا مدینہ میں انتقال ہوجائے جبکہ ابھی فریضۂ حج سے فراغت بھی نہیں ہوئی اس عورت کیلئے کس قدر مشکلات اور دشواریوں کا سامنا ہوگا اول یہ کہ محرم ساتھ نہ ہو اور دیگر رفقاء سفر بھی قانوناً ساتھ نہ رک سکتے ہوں تو مدینہ میں یہ عورت کیسے تنہائی اور وحشت میں عدت گذارے گی۔ نیز قیام کی اجازت نہ ملنے کی قانونی پیچیدگی، وہاں پر طویل قیام کا خرچ اور پھر اس قدر دشوار گذار سفر کے باوجود فریضۂ حج سے محرومی۔ کیونکہ آئندہ دوبارہ حج کی ادائیگی کیلئے اس قدر خرچ ملنا یا دوبارہ حج کا ویزا ملنا یا محرم ساتھ ملنا کوئی بھی یقینی نہیں ہے بہر حال اس طرح اس عورت کے سامنے دو آزمائشیں ہیں اگر مدینہ سے حج کے لیے جائے تو عدت کے شرعی حکم کی خلاف ورزی لازم آتی ہے یہ بھی گناہ ہے۔ اور اگر مدینہ میں رہتی ہے تو قانونی دشواری و پیچیدگی، وحشت و اجنبیت اور تنہائی کے علاوہ فریضۂ حج سے محرومی اور خرچ کی تنگی یہ سب علیحدہ دشواریاں ہیں۔ لہٰذا أهـون البـليتين (دونوں آزمائشوں میں سے آسان تر آزمائش) کو اختیار کیا جائے گا اور وہ یہ کہ حج گروپ کے ساتھیوں کے ساتھ حج کے لیے چلی جائیگی عدت کی حالت میں حج کرنے سے وہ شرعاً گنہگار تو قرار پائے گی لیکن حج درست ہوجائے گا چنانچہ مناسک ملا علی قاریؒ میں ہے: وان حجت وهي في العدة جاز حجها و كانت عاصية (ارشاد الساری الی مناسک علی القاری ص ۳۹) اگر یہ عورت عدت کی حالت میں حج کرے تو اس کا حج صحیح ہوجائے گا لیکن وہ گنہ گار ہوگی۔

لہٰذا مذکورہ صورت میں اگر عدت والی عورت حج یا عمرہ کرلے تو اس کا حج

وعمرہ شرعاً درست ہوگا مجبوری کی حالت کو اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔

حالت حیض یا نفاس میں طواف زیارت

بالاتفاق طواف زیارت حج کا دوسرا بڑا رکن ہے۔اس کا اصل وقت دسویں ذی الحجہ سے بارھویں ذی الحجہ کی شام تک ہے بلا عذر ان ایام سے مؤخر کرنے میں دَم واجب ہوگا نیز اکثر فقہاءؒ کے ہاں طواف بیت اللہ کے لیے طہارت شرط ہے والاصح انها واجبة (هدایہ ج ۱ص۲۵۲)

لہٰذا ناپاکی کی حالت میں طواف کرنا جائز نہیں ہے اگر کسی عورت کو طواف زیارت سے قبل حیض شروع ہو جائے تو اس کیلئے طواف کو مؤخر کرنا جائز ہے اس تاخیر سے کسی قسم کا جرمانہ (دَم) بھی نہیں ہوگا لیکن اس عورت کیلئے ضروری ہے کہ ایسی تدابیر اختیار کرے کہ وہ (پاکی کی حالت میں) طواف زیارت کر کے ہی واپس ہو لیکن اس دور میں ویزا وغیرہ بڑھانا کچھ ناممکن سا ہو گیا ہے ایسی صورت میں اگر کوئی عورت حالت حیض میں ہی طواف زیارت کرلے گی تو اس کا طواف درست ہو جائے گا لیکن جرمانہ میں ایک بڑے جانور مثلاً ایک اونٹ، یا گائے، یا بھینس کی قربانی لازم ہوگی۔ اور یہ قربانی حدود حرم میں کرنا لازم ہے (فتاویٰ شامی ص ۱۹۹ ج ۲)

اگر حیض (ماہواری) کی حالت میں طواف زیارت کر لینے کے بعد قربانی نہیں کی اور پھر کسی وقت جا کر پاکی کی حالت میں طواف لوٹا لیتی ہے تو قربانی بھی ذمہ سے ساقط ہو جائے گی۔(حج وعمرہ کے جدید مسائل، مجاہد الاسلام قاسمی ص ۵۴۶)

یاد رہے اگر کوئی عورت حالت حیض میں ناپاکی کے ایام شروع ہونے سے

قبل خون کو روکنے والی دوا استعمال کرلیتی ہے اور اس کی وجہ سے اس کا خون حیض مکمل رک جاتا ہے پھر وہ طواف زیارت کرلیتی ہے تو اس کا طواف بلا کراہت درست ہو جائیگا اور کوئی جرمانہ (دَم) بھی لازم نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۶ ص۴۰۴، آپ کے مسائل اور ان کا حل، حج وعمرہ مجاہد الاسلام قاسمی ص ۵۴۷)

لیکن مانع حیض دوا استعمال کرنے کے باوجود بھی اگر قطرہ قطرہ خون آتا رہے تو اس کا حکم ناپاکی اور ماہواری ہی کا ہوگا۔ (حج وعمرہ کے جدید مسائل مرتب مفتی احمد ممتاز)

خواتین مردوں سے علیحدہ ہو کر طواف کریں۔

خواتین کیلئے ضروری ہے کہ طواف یا سعی یا رمی کے دوران مردوں کے ساتھ اختلاط سے قطعی احتراز کریں، مردوں میں گھس کر طواف نہ کریں۔ بخاری شریف میں ہے کہ: كانت عائشةؓ تطوف حجرة من الرجال لاتخالطهم فقالت امرأة: انطلقي نستلم يا أم المؤمنين ، قالت: انطلقي عنك وابت...... ...... (صحیح بخاری شریف مع فتح الباری ص۲۸۲ باب طواف النساء مع الرجال)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ مردوں سے جدا رہ کر (اور کپڑوں سے آڑ بنا کر کذا فی المصنف عبد الرزاق ج۵ ص ۶۷ الخ) طواف کرتی تھیں مردوں میں گھس کر نہیں کرتی تھیں ایک عورت نے حضرت عائشہؓ (کا ہاتھ پکڑ کر اُن) سے کہا، اماں جان آئیں حجر اسود کا استلام کریں، حضرت عائشہؓ نے (اپنا ہاتھ کھینچ کر) فرمایا: انہہ: تم خود

چلی جاؤ، چنانچہ حضرت عائشہؓ نے (مردوں کی بھیڑ بھاڑ میں طواف یا حجر اسود کا استلام کرنے) سے سختی سے انکار کیا، ازواج مطہراتؓ رات کو پردہ کر کے نکلتی تھیں اور (اپنے) مردوں کے ساتھ طواف کرتی تھیں لیکن جب بیت اللہ کے اندر جانا چاہتیں تو اندر جانے سے پہلے (باہر ہی) کھڑی ہو جاتیں جب مرد باہر آجاتے تو وہ اندر جاتیں۔"

دیگر ازواج مطہراتؓ کا بھی یہی معمول تھا کہ یا تو دن کو پردہ میں مردوں سے دور ہٹ کر عورتوں کی صف میں بیت اللہ کا طواف کرتیں یا پھر رات کو طواف کرتی تھیں۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اسی حدیث عائشہؓ کی شرح میں ہے کہ ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے بھی اعلان کیا تھا کہ کوئی بھی مرد عورتوں میں گھس کر طواف نہ کرے چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو عورتوں کے ساتھ گھس کر طواف کرتے دیکھا تو کوڑے لگا کر ان کی گوشمالی کی، حکومتی سطح پر سب سے پہلے عبدالملک بن مروان کے عہد اقتدار میں امیر مکہ حضرت خالد بن عبداللہ القسری نے عورتوں کے لیے مردوں سے علیحدہ طواف کرانے کا اہتمام کیا تھا۔ آج بھی حکومت سعودیہ یہ اہتمام کرے تو اچھا اقدام ہوگا۔

مخصوص ایام ہوں تو الوداعی طواف چھوڑ سکتی ہے دَم بھی واجب نہ ہوگا۔

حج سے فارغ ہو کر جب مکہ مکرمہ سے وطن واپس ہونے کا ارادہ ہو تو الوداعی طواف واجب ہے۔ مرد وعورت دونوں کے لیے یہ حج کا آخری واجب ہے البتہ حیض

میں مبتلا خاتون اس سے مستثنیٰ ہے۔ بخاری شریف میں حدیث ہے۔ أُمر الناس أن یکون آخر عهدهم بالبیت الا انه خُفِّف عن الحائض . وفی روایة رُخص للحائض ان تنفر اذا افاضت . (بخاری شریف) حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ لوگوں کو اس کا حکم تھا کہ اُن کا آخری کام بیت اللہ کے ساتھ ہو یعنی طواف کریں البتہ حائضہ سے معاف کیا گیا تھا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ عورت کو اس کی اجازت ہے کہ اگر وہ طواف زیارت کر چکی ہو اور طواف وداع سے پہلے حیض آجائے تو (اپنے گھر) واپس چلی جائے۔ (فتح الباری مع صحیح بخاری ج ۴ ص ۴۱۷) لہٰذا طواف زیارت کے بعد اور الوداعی طواف سے پہلے عین روانگی کے وقت اگر خاتون کو حیض شروع ہو جائے تو الوداعی طواف ایسی خاتون کے ذمہ واجب نہیں رہتا بلکہ ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے نیز اس خاتون پر کسی قسم کا دَم وغیرہ بھی واجب نہیں ہوگا۔ البتہ ایسی خاتون حرم شریف کے دروازہ کے پاس کھڑی ہو کر دعاء مانگ کر رخصت ہو جائے خاتون کے دیگر رفقاء سفر پر وہاں پاکی تک ٹھہرنا لازم نہیں بلکہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھر روانہ ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مقبول حج عمرہ کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

بندہ شمس الدین نورؔ

خادم التدریس جامعہ امام ابو حنیفہؒ مکہ مسجد آدم جی نگر کراچی

۲۶ شوال المکرم ۱۴۲۴ھ